سامراج اور اسلامی وحدت

رہبر معظم سید علی خامنہ ای حفظہ اللہ

جمع و ترتیب:

ابن حسن

معراج کمپنی

بیسمنٹ میاں مارکیٹ غزنی سٹریٹ اردو بازار لاہور

نام کتاب:	سامراج اور اسلامی وحدت
مولف:	رہبر معظم سید علی خامنہ ای حفظہ اللہ
جمع وترتیب:	ابن حسن
کمپوزنگ:	انس کمیونیکیشن 0300-4271066
ناشر:	معراج کمپنی لاہور
زیرِ اہتمام:	ابوظہیر

ملنے کا پتہ

محمد علی بک ایجنسی اسلام آباد

0333-5234311

فہرست

عرض ناشر 7
استکبار کا قرآنی مفہوم 9
اسلامی انقلاب کے لغت میں استکبار کا مفہوم 10
استکباری طاقتیں 10
سامراج و استکبار کا مظہر 10
استکبار و سامراج کی بنیاد 11
استکبار اور سامراج کی روش 11
سامراج و استکبار کا منصوبہ 12
استکبار کے حربے میڈیا اور تشہیرات 13
مذاکرات کی تجویز 14
شکوک وشبہات اور ناامیدی پھیلانا 14
تفرقہ انگیزی 15
عظیم مشرق وسطی کا منصوبہ 16
ماہرانہ سازشیں 16
درباری علماء کا استعمال 17
ثقافتی وسائل وحربے 18
سامراج کی کمزوریاں 18
سامراج کا مقابلہ کرنے کی ضرورت 20

سامراج کے خلاف جدوجہد کے اسباب وعلل 20
قومی اسباب علل 20
دینی اسباب علل 21
سامراج سے جہادا کبر 21
استکبار مردہ باد کے نعرے کا مفہوم 22
استکبار کے خلاف جدوجہد کے نعرے کی حفاظت 22
سامراج سے جنگ کے طریق وراہ اور اسلام کی سمت واپسی 23
تعلیم وتربیت 23
قومی اتحاد 24
اسلامی یکجہتی 24
حکومتوں کی جانب سے اپنی قوموں کی حمایت 24
سامراج کے عناد کی وجوہات 25
اسلام سے سامراج کے عناد کے اسباب وعلل 25
ملت ایران سے سامراج کی دشمنی کے اسباب وعلل 26
ایران کے اسلامی انقلاب سے سامراج کی دشمنی کی وجوہات 27
اسلامی جمہوری نظام سے سامراج کی دشمنی کی وجوہات 29
سامراج کا آخری ہدف 29
شیعہ، سنی اتحاد 31
اسلامی اتحاد اور عالم اسلام میں تفرقے کے خطرات 36
امت مسلمہ کا مقام اور توانائیاں 36
اسلامی اتحاد و یکجہتی کا مفہوم 38
اتّحادِ اسلامی، ائمہ طاہرینؑ کی سیرت کے آئینہ میں 39
سنت وسیرت معصومین علیہم السلام دلوں کی پاکیزگی اور اتحاد 39
برادر دینی اور شریک انسانیت 40

اسلامی جمہوریہ ایران 41
اسلامی اتحاد و یکجہتی کے ثمرات 43
مسلمانوں کی فتح و کامرانی اور عزت و وقار 43
مشکلات پر غلبہ 44
معاشی اور سیاسی قدرت میں اضافہ 44
قیادت واقتدار 45
تفرقے کے علل واسباب 46
شرک 46
شیطان 46
جہالت و کج فہمی 47
نسلی تعصب 47
صاحبان اقتدار 48
عالم اسلام میں اختلافات اور تفرقہ پیدا کرنے والے حلقے 49
بعض اسلامی حکومتیں 50
مسلمانوں کے مفادات سے علمائے اسلام کی لاتعلقی! 50
اغیار سے وابستہ عناصر 51
جعلی مسلک 51
مقدسات کی توہین 52
قومی اختلافات کی آگ 53
امت اسلامیہ میں تفرقے کے اندیشے 54
دشمنان اسلام کا طمع ولالچ 54
امت اسلامیہ پر مظالم 54
تزلزل اور اسلام و مسلمین سے خیانت 55
اصلی دشمن سے غفلت 55

اتحاد کے قیام اور تقویت کے طریقے 57
ثقافتی طریقے 57
دشمن کے سلسلے میں ہوشیاری 59
علمائے کرام کی ہم فکری و ہم خیالی 60
علماء کا فریضہ، حقائق پر روشنی ڈالنا.. 60
اختلافی باتوں کو بنیاد نہ بنائیں 61
سیاسی طریقے، مشترکہ دشمن کے مقابلے میں باہمی اتحاد 62
اقتصادی طریقے 63
اتحاد کے علمبردار 65
اسلامی اتحاد و یکجہتی کے مظاہر 68
امت اسلامیہ کا شکوہ 68
ہفتہ اتحاد... 69
یوم قدس 69
اسلامی عیدیں.. 70
دار التقریب 70
اتحاد کا مسئلہ مسلمانوں کے لیے موت و حیات کا مسئلہ ہے 72

عرض ناشر

حمد ہے اس ذات کے لئے جس نے انسان کو قلم کے ساتھ لکھنا سکھایا اور درود وسلام ہو اس نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر جسے اس نے عالمین کے لئے سراپا رحمت بنا کر مبعوث فرمایا اور سلام ورحمت ہو ان کی آل پر جنہیں اس نے پورے جہاں کے لئے چراغ ہدایت بنایا۔

جب سے ادارہ قائم کیا ایک خواہش تھی کہ آقائی رہبر معظم سید علی خامنہ ای مدظلہ العالی کی کتابیں شائع کی جائیں لیکن مصروفیات اور کچھ آقائی موصوف کی کتب کی غیر دستیابی کی بنا پر اس خواہش کی تکمیل میں تاخیر ہوئی۔ لیکن اب الحمد للہ جناب مولانا مجاہد حسین حرّ صاحب نے رہبر معظم کی کتب فراہم کرنے کی ذمہ داری لی اور انہوں نے خدا کی بارگاہ سے امید ظاہر کی ہے کہ انشاء اللہ سو (۱۰۰) سے زائد کتب فراہم کریں گے۔ اللہ تعالیٰ ان کی توفیقات میں اضافہ فرمائے۔ اور ان کی اس سعی جمیلہ کو اپنی بارگاہ میں قبول فرمائے۔

مذکورہ کتاب ''سامراج اور اسلامی وحدت'' وقت کی اہم ترین ضرورت ہے جس میں جناب رہبر معظم نے سامراج، استکبار کے بارے میں انتہائی احسن طریقہ سے آگاہ کیا ہے اور ساتھ ہی اسلامی اور قومی وحدت پر زور دیتے ہوئے اس شیعہ سنی اتحاد کی اہمیت ضرورت اور اس کے طریقہ کار پر بہترین روشنی ڈالی ہے۔ جن کتب کی اس وقت مسلم دنیا میں اہم ترین ضرورت ہے ان میں ایک کتاب یہ بھی ہے۔

ادارہ

استکبار کا قرآنی مفہوم

استکبار کا مفہوم ایک قرآنی مفہوم ہے۔ بنابریں ایسا نہیں ہے کہ یہ اصطلاح اسلامی انقلاب کے لغت میں یونہی شامل ہو گئی ہو۔ استکبار کا مفہوم مسلمانوں، مومنین، اسلامی نظام اور اسلامی انقلاب کی جانب سے استکبار کے خلاف جدو جہد کا متقاضی ہے اور وہ بھی مخصوص مواقع اور مصلحتوں کے تحت ہی نہیں بلکہ یہ مقابلہ آرائی دائمی ہے۔ یہ انقلاب کی ماہیت کا حصہ ہے۔ جب تک انقلاب ہے یہ مقابلہ بھی رہے گا۔

قرآن میں استکبار کا مفہوم یہ ہے کہ کوئی عنصر یا شخص، گروہ یا جماعت خود کو حق وصداقت سے بالاتر تصور کرے اور حق کے سامنے سر تسلیم خم نہ کرے بلکہ خود کو، اپنی قوت و طاقت کو حق وحقیقت کا معیار قرار دے! قرآن نے انسانوں کی جس تاریخ پر روشنی ڈالی ہے اس کی پہلی استکباری طاقت ابلیس ہے۔ ''ابی و استکبر'' وہ پہلا استکباری عنصر ہے۔ البتہ استکبار کا مفہوم بہت وسیع ہے۔ ایسا محسوس ہوتا ہے کہ استکبار تکبر سے مختلف چیز ہے۔ شائد یہ کہنا مناسب ہوگا کہ تکبر سے قلبی ونفسانی صفت کا عندیہ ملتا ہے، یعنی کوئی انسان خود کو دوسروں سے برتر سمجھتا اور قرار دیتا ہو جبکہ استکبار کا زیادہ تعلق تکبر کے عملی پہلو سے ہے۔ یعنی جو شخص متکبر ہے اور خود کو دوسروں سے بالاتر سمجھتا ہے، عملی طور پر بھی دوسروں کے ساتھ اس کا برتاؤ اور سلوک ایسا ہوتا ہے کہ تکبر کے آثار بالکل نمایاں ہوتے ہیں۔ دوسروں کی تحقیر کرتا ہے، توہین کرتا ہے، دوسروں کے کاموں میں مداخلت کرتا ہے اور دوسروں کے فیصلے خود

کرنے کی کوشش کرتا ہے۔

اسلامی انقلاب کے لغت میں استکبار کا مفہوم

ایران کے اسلامی انقلاب کی زبان میں استکبار ان چند بڑی طاقتوں کے گروہ کو کہا جاتا ہے جو اپنی سیاسی، فوجی، سائنسی اور اقتصادی توانائیوں کے سہارے اور انسان کے سلسلے میں اپنے امتیازی نقطہ نگاہ کے ساتھ بڑے انسانی مجموعے پر جس میں ممالک، قومیں اور حکومتیں شامل ہیں استبدادی اور تحقیر آمیز تسلط قائم کر کے اپنے مفادات کے مطابق ان پر دباؤ ڈالتا ہے اور ان کا استحصال کرتا ہے۔ ان کے کاموں میں مداخلت اور ان کی دولت وثروت پر تجاوز کرتا ہے حکومتوں پر رعب جماتا ہے اور قوموں پر ظلم وستم کرتا ہے اور ان کی ثقافت وروایات اور آداب واطوار کا مذاق اڑاتا ہے۔

استکباری طاقتیں

استکباری طاقتیں وہ ہیں جن کی دولت وطاقت کے تسلط میں دنیا کا بہت بڑا حصہ ہے۔ عالمی صیہونی نیٹ ورک، امریکہ کی غنڈہ حکومت، وہ مالیاتی ادارے جو اس ظالمانہ عالمی نظام کی بنیاد اور پشتپناہ ہیں۔ ان سب کا شمار استکباری طاقتوں میں کیا جاتا ہے۔

سامراج واستکبار کا مظہر

آج دنیا میں اپنی تمام تر نفرت انگیزی کے ساتھ سامراج واستکبار کا مظہر امریکہ ہے، یہ کسی ایک نسل، ایک قوم اور ایک ملک سے دشمنی کا مسئلہ نہیں ہے۔ مسئلہ یہ ہے کہ ہر قوم کا اپنا تشخص اور وقار ہوتا ہے اور وہ ہرگز برداشت نہیں کر سکتی کہ کوئی بیرونی طاقت، فریب سے یا زبردستی اس کے وقار کو نابود کر دے۔ ہر قوم کی اپنی دولت وثروت ہوتی ہے، وہ ہرگز برداشت نہیں کرے گی کہ کوئی دشمن اسے لوٹ لے جائے۔ دشمن، یعنی وہی عالمی تسلط پسندی اور سامراج کا مرکز جس کا سب سے بڑا اور حقیقی نمونہ امریکا ہے۔ البتہ جب ہم کہتے

ہیں امریکا تو اس سے مراد امریکی عوام نہیں ہوتے۔ امریکی عوام تو دنیا کی دیگر قوموں کی مانند ہیں، ان میں بھی کچھ اچھائیاں تو کچھ برائیاں ہیں۔ ملت ایران کی ان سے کوئی دشمنی نہیں ہے۔ اسلامی انقلاب کا خطاب امریکہ کے حکمرانوں سے ہے جن کی پالیسیوں کی ایک اہم ترین بنیاد دنیا پر تسلط قائم کرنے کا نظریہ ہے۔ امریکی تسلط سے ہماری مراد امریکی حکومت اور اس کا تسلط ہے۔

استکبار وسامراج کی بنیاد

سامراج و استکبار کی بنیاد ظلم و جور و عدوان پر رکھی گئی ہے۔ امریکی حکومت جو سامراج و استکبار کا عفریت سمجھی جاتی ہے آج سامراج کے لحاظ سے دنیا کی بدترین حکومت ہے۔ اس حکومت نے آج اپنا وطیرہ بنالیا ہے کہ دنیا میں جہاں کہیں بھی کوئی ملک اور حکومت اس کے مفادات کی چوکی داری کرنے کو تیار نہ ہوا سے ختم کر دیا جائے۔ کیا اس سے بھی بدتر سامراج و استکبار ہوسکتا ہے؟! کبھی ایسا ہوتا ہے کہ کوئی شخص کہتا ہے کہ اپنے گھر میں میرے کچھ مفادات ہیں جس کی میں حفاظت کر رہا ہوں تو مجھ سے کوئی بھڑنے کی کوشش نہ کرے۔ ٹھیک ہے، یہ بات سمجھ میں آتی ہے۔ لیکن یہ تو کوئی بات نہیں ہوئی کہ جناب ایک شخص کسی دوسرے شخص کے گھر میں جبراً داخل ہو جائے یا اس کے دروازے پر جا کر اسے پریشان کرے، اس کا جینا دوبھر کر دے اور جب صاحب خانہ سوال کرے کہ کیوں میرا سکون و چین چھین لیا ہے تو جواب دے کہ تم نے میرے مفادات کو نقصان پہنچایا ہے۔ اس کام میں میرے مفادات ہیں اور چونکہ تم نے ان کا خیال نہیں رکھا بنابریں میں تمہیں نہیں چھوڑوں گا۔ اس سے بڑا ظلم کیا ہوسکتا ہے؟! آج عالمی سطح پر امریکا کا یہی رویہ دیکھنے میں آ رہا ہے۔

استکبار اور سامراج کی روش

سامراج و استکبار کی روش جبر، طاقت کے غلط استعمال اور قتل و غارت کی روش ہے۔ بنابریں وہ دہشت گردی کا سب سے بڑا موجد ہے۔ آج دہشت گردی سے مقابلے

کے نام پر امریکی دوسرے ملکوں میں گھس رہے ہیں اور اسی بہانے قوموں کو بیحد پریشان کر رہے ہیں، ان پر بمباری کرتے ہیں، مردوں، عورتوں، بوڑھوں اور بچوں کو نابود کر رہے ہیں۔ان کے پاس جواز یہ ہے کہ وہ دہشت گردی کے خلاف جنگ کر رہے ہیں! دہشت گردی کہتے کسے ہیں؟ کیا دہشت گردی یہی نہیں ہے کہ کوئی اپنے اہداف کے حصول کے لئے غیر قانونی طریقے سے طاقت کا استعمال کرے؟ آج امریکہ عراق، افغانستان اور پاکستان میں جو کچھ کر رہا ہے کیا وہ من وعن یہی چیز نہی ہے؟!

سامراج واستکبار کا منصوبہ

ملت ایران کے خلاف عالمی سامراج کا منصوبہ تین پہلوؤں پر مشتمل ہے۔اول نفسیاتی جنگ، دوسرے اقتصادی جنگ اور تیسرے ایران کی سائنسی ترقی وقدرت کا سد باب کرنا۔ملت ایران سے سامراج کی دشمنی انہی تین باتوں کے ارد گرد گھومتی ہے۔

نفسیاتی جنگ کیا ہے؟ اس جنگ کا مقصد مرعوب کرنا ہوتا ہے۔سوال یہ ہے کہ کس کو مرعوب کرنا چاہتے ہیں؟ ملت (ایران) تو مرعوب ہونے سے رہی۔حکام اور سیاسی شخصیات کو مرعوب کرنا چاہتے ہیں، جو لوگ حرص وطمع میں پڑ سکتے ہیں ان پر یہ حربہ آزمانا چاہتے ہیں، عمومی ارادے کو کمزور کرنا چاہتے ہیں، عوام کے اپنے معاشرے کے بارے میں صحیح ادراک کو کمزور کرنا چاہتے ہیں، نفسیاتی جنگ کے یہ مقاصد ہیں۔

اقتصادی جنگ بھی ایک اور (حربہ) ہے۔وہ قوم کو معاشی لحاظ سے بحران سے دوچار کر دینا چاہتے ہیں۔دھمکی دیتے ہیں کہ پابندیاں لگا دیں گے۔لیکن پابندیوں سے ایران پر ضرب نہیں لگائی جا سکتی۔کیا اب تک یہ پابندیاں نہیں رہی ہیں؟ ملت ایران پابندیوں کی حالت میں ایٹمی ٹیکنالوجی، سائنسی ترقی اور وسیع پیمانے پر ملک کی تعمیر و پیشرفت کا ہدف حاصل کرنے میں کامیاب ہوئی ہے۔تو پابندیاں بعض حالات میں ملت ایران کے لئے مفید بھی واقع ہوئی ہیں۔اس لحاظ سے کہ یہ پابندیاں ایرانیوں کے زیادہ

بلند ہمتی اور تندہی سے کام کرنے کا موجب بنی ہیں۔

سائنسی ترقی کا سد باب اس کی اہم ترین مثال یہ ایٹمی مسئلہ ہے۔ بیانوں، سیاسی مذاکرات وغیرہ میں کہتے ہیں کہ مغربی ممالک ایران کے ایٹمی طاقت بننے سے متفق نہیں ہیں۔ کوئی بات نہیں متفق نہ رہیں۔ کیا ایٹمی ٹیکنالوجی حاصل کرنے کے لئے ایران نے کسی سے اجازت طلب کی تھی؟ کیا دوسروں کی اجازت سے ملت ایران اس وادی میں اتری تھی کہ کہا جا رہا ہے کہ ہم متفق نہیں ہے؟ نہ رہیئے متفق؟ ملت ایران متفق ہے اور یہ ٹیکنالوجی حاصل کرنے کے لئے کمر بستہ۔ اس وقت امریکہ، دنیا میں فتنہ وفساد کے منصوبہ ساز صیہونی اور دیگر سامراجی طاقتیں اس سلسلے میں بھی بہت حساس ہوگئی ہیں کہ دنیا میں انقلابی نظام کا حامل کوئی بھی ملک سائنسی میدان میں ترقی نہ کرنے پائے۔ یہ حساسیت اسلامی انقلاب کے سلسلے میں دوبالا ہے۔ یہ حساسیت کسی اور انقلاب کے سلسلے میں نہ تھی، نہ ہے اور نہ ہوگی۔

استکبار کے حربے میڈیا اور تشہیرات

عالمی سامراج کا ایک اہم حربہ میڈیا ہے۔ دنیا میں میڈیا کی طاقت بہت زیادہ ہے۔ میڈیا اپنے مالکان کے لئے دنیا میں بہت بڑے بڑے کام انجام دیتا ہے۔ نیوز ایجنسیاں ہوں، ریڈیو نشریات ہوں، ٹی وی چینل ہوں یا اخبارات، جتنے بھی اہم ذرائع ابلاغ عامہ ہیں ان کا تعلق سرمایہ داروں سے ہے یعنی عالمی سامراج کے بنیادی ستونوں سے۔ جو کچھ بھی دنیا میں نشر اور شائع کیا جاتا ہے وہ انہی (سرمایہ داروں) کے مفادات کے دائرے میں ہوتا ہے۔ میں پوری دنیا کے مسلمانوں کو وہ جہاں کہیں بھی آباد ہیں متنبہ کرتا ہوں کہ اسلامی جمہوریہ ایران کے خلاف عالمی سامراج، نیوز ایجنسیوں، اخبارات وجرائد، نشریات اور سیاستدانوں کے بیانوں کے ذریعے جو پروپیگنڈا کیا جا رہا ہے اسے اس قاعدے پر پرکھیں اور نتیجہ اخذ کریں کہ پورا سامراجی نظام اور اس کا سرپرست امریکہ اس وقت سب کے سب اسلامی نظام، ایران اور ملت ایران کی غلط تصویر پیش کرنے پر تل گیا

ہے۔ یہ بہت اہم نکتہ ہے۔

مذاکرات کی تجویز

کہتے ہیں کہ ہم اسلامی جمہوریہ سے روابط برقرار رکھنا چاہتے ہیں لیکن یہ سراسر جھوٹ ہے۔ وہ صحتمند رابطہ چاہتے ہی نہیں۔ ایسا رابطہ چاہتے ہیں جس میں وہ اپنی مرضی مسلط کر سکیں۔ وہ سامراجی رابطہ چاہتے ہیں۔ پست اور تنزل پذیر حکومتوں کے ساتھ امریکہ کا جو رابطہ ہوتا ہے وہ چاہتے ہیں۔

جو لوگ یہ سوچتے ہیں کہ اسلامی جمہوریہ ایران کو سامراج کے سرغنہ امریکہ سے مذاکرات کرنا چاہئے، وہ یا تو سادہ لوحی میں پڑے ہوئے ہیں یا بہت زیادہ مرعوب ہیں۔ سامراج اپنی حقیقی طاقت اور توانائی سے زیادہ اپنی ہیبت اور رعب و دبدبے کی روٹی کھا رہا ہے بلکہ سامراج تو دھونس دھمکی، رعب و دبدبے اور خوف و ہراس پھیلانے کے اپنے حربوں پر ہی زندہ ہے۔

شکوک وشبہات اور ناامیدی پھیلانا

دشمن، عوام کی نظر میں ان کے مستقبل کو تاریک اور مایوس کن ظاہر کرتے ہیں۔ اگر آپ دیکھیں کہ بعض افراد اقتصادی صورت حال اور ملک کے مستقبل کے بارے میں مایوس کن باتیں کر رہے ہیں تو جان لیجئے کہ یہ باتیں درحقیقت سامراجی طاقتوں کی ہیں۔ دشمن کا ایک تشہیراتی حربہ یہ ہے کہ لوگوں کو ذہنوں کو مستقبل کے تعلق سے شکوک وشبہات میں مبتلا کر دے۔ افسوس کہ بعض سادہ لوح افراد یہ دیکھتے ہوئے بھی کہ ملک تعمیر و ترقی کی راہ پر گامزن ہے، بجائے تعاون کرنے، مسائل کو آسان بنانے اور عوام کے سامنے صحیح تصویر پیش کرنے کے ساری چیزوں پر شکوک وشبہات کا پردہ ڈال دیتے ہیں تا کہ عوام کو تشویش و بدگمانی سے دوچار کر دیں۔ جب بھی اچھی انتظامی صلاحیتیں بروئے کار لائی جائیں گی تو ترقی یقینی ہے تو پھر ایک قوم کی ترقی کے بارے میں کیوں شک کیا جائے؟ جو لوگ اظہار خیال

کریں تو محتاط رہیں کہ کہیں دشمن اور سامراج کی مرضی کی باتیں نہ کرنے لگیں۔ دشمن یہی چاہتا ہے اور اس کی یہی خواہش ہے کہ عوام اپنی سعی وکوشش اور ترقی کے سلسلے میں بے یقینی کا شکار ہوجائیں۔

تفرقہ انگیزی

جہاں بھی مومنین اور اللہ تعالی کے نیک بندوں میں اتحاد ہے وہاں وحدانیت اور خدا ترسی بھی ہے۔ جہاں مومنین اور بندگان خدا کے درمیان اختلاف ہے وہاں بلا شبہ شیطان اور دشمن خدا کا غلبہ ہے۔ جہاں بھی آپ کو اختلافات نظر آئیں وہاں آپ غور کیجئے تو آپ کو آسانی سے شیطان کا عمل دخل نظر آجائے گا۔ بنابریں تمام اختلافات کے پس پردہ انسانوں کی انانیت، جاہ طلبی اور خودغرضی ہے یا کوئی باہری شیطان یعنی دشمن عناصر، سامراج اور ظالم وستمگر طاقتیں کارفرما ہیں۔

اس وقت تفرقے کی آگ بھڑکانے سے گریز کرنا چاہئے۔ ہر کسی کو اپنے عقائد کا پابند رہنے اور اس پر دلیلیں قائم کرنے کا حق ہے۔ ایسا نہیں ہے کہ مختلف مذاہب کے ترجمان منبر پر بیٹھیں تو استدلال نہ کریں اور اپنا عقیدہ ثابت کرنے سے گریز کریں۔ نہیں ایسا نہیں ہے، استدلال قائم کریں ثابت کریں۔ لیکن عقیدہ کو ثابت کرنا ایک الگ چیز ہے اور دوسرے فریق کی دشمنی پر اتر آنا اور سامراج کی آواز میں آواز ملا کر اپنی ساری طاقت وتوانائی مسلمانوں کی داخلی جنگ میں جھونک دینا ایک الگ چیز ہے۔ مسلمانوں کے مابین مسلکی اختلافات کے سلسلے میں نئی بات یہ سامنے آئی کہ ایران میں اسلامی انقلاب کی کامیابی اور اس نئی فکر کے پورے عالم اسلام میں پھیل جانے کے بعد عالمی سامراج نے اس ہمہ گیر اسلامی لہر کو روکنے کے لئے یہ حربہ اختیار کیا کہ ایک طرف ایران کے اسلامی انقلاب کو ایک شیعہ تحریک یعنی عام اسلامی تحریک کے بجائے ایک مخصوص فرقے کی تحریک کی حیثیت سے متعارف کرانے کی کوشش کی اور دوسری جانب شیعہ سنی اختلافات کو ہوا دینے کی وسیع پیمانے

پر کوشش کی۔ اس شیطانی مکر و حیلے کو مدنظر رکھتے ہوئے اسلامی جمہوریہ ایران نے شروع سے ہی اتحاد بین المسلمین پر بے حد زور دیا اور اس فتنہ پروری کو بے اثر بنانے کی کوشش کی۔

عظیم مشرق وسطیٰ کا منصوبہ

عظیم مشرق وسطیٰ کا امریکی منصوبہ درحقیقت اس علاقے میں موجود تمام مفادات ایک جگہ جمع کر کے اسے امریکی سامراج کی جاہ پسندانہ شیطانی آنت میں انڈیل لینے کی کوشش ہے۔ وہ اپنے موجودہ تسلط اور اثر ونفوذ سے مطمئن نہیں ہے۔ اسے مطلق غلبہ پسند ہے۔ پوری دنیا پر بلا شرکت غیرے حکمرانی کا خواہاں ہے۔ منجملہ اس علاقے پر جو قدرتی دولت اور افرادی قوت سے مالا مال ایک حساس اور اہم علاقہ ہے۔

عالمی سامراج اور سامراجی طاقتوں نے شروع سے اب تک صیہونی حکومت کو علاقے کی عرب اور پھر تمام اسلامی حکومتوں پر دباؤ ڈالنے اور دھونس جمانے کے لئے ایک حربے کے طور پر استعمال کیا۔ اسے محفوظ رکھا ہے اور ان کا منصوبہ یہ ہے کہ اس زہر آلود خنجر کو عالم اسلام کے سینے میں پیوست رکھیں۔ آج اس تربیت یافتہ کتے کی زنجیر شیطان بزرگ کے ہاتھ میں ہے۔ لہذا یہ کوئی تعجب کی بات نہیں ہے کہ مذموم ترین شکل میں عالمی قوانین اور انسانی حقوق کی خلاف ورزی، ہمسایہ ملکوں پر مسلسل جارحیت، کھلے عام دہشت گردانہ کاروائیاں اور اغوا کی وارداتیں، اور ایٹمی اور دیگر ہتھیاروں کا حصول یہ ساری چیزیں صیہونی انجام دیں تو قابل قبول ہیں جبکہ ان ہتھیاروں میں سے کوئی ایک بھی اگر دنیا کی کسی ایسی حکومت کو حاصل ہو جائے جو امریکہ اور دیگر بڑی طاقتوں کی حاشیہ بردار نہیں ہے تو اس پر قیامت مچ جائے۔

ماہرانہ سازشیں

عالمی سامراج کے پاس عالم اسلام کے لئے خاص مفکرین اور ماہرین موجود ہیں جو سر جوڑ کر بیٹھتے ہیں اور مختلف قوموں، نظریوں، جذبوں اور مسلکوں کے بارے میں رپورٹیں

تیار کرتے ہیں، اپنے تحقیقاتی، ثقافتی، سیاسی اور جاسوسی کے مراکز کے آرکائیو میں موجود سابقہ رپورٹوں کا نئے سرے سے جائزہ لیتے ہیں اور نئی تحقیقات انجام دیتے ہیں۔ اسرائیل میں اگر ''ایران میں اسلام اور تشیع کی شناخت'' کے عنوان سے سمینار منعقد کیا جاتا ہے تو وہ اسی تناظر میں ہوتا ہے۔ دنیا کے مختلف مقامات پر مغربی ملکوں، سرمایہ داروں اور سامراج کی جانب سے تحقیقاتی سمینار اور نشستوں کا اہتمام کیا جاتا ہے جس میں اسلام کا جائزہ لینے کے لئے نئی نئی تجاویز متعارف کرائی جاتی ہیں۔

سامراج امور کو اپنی مطلوبہ سمت و جہت میں رکھنے کے لئے بہت غور فکر سے کام لیتا ہے۔ اس کی حرکت پوری منصوبہ بندی کے ساتھ ہوتی ہے۔ وہ عالمی امور کو سمت و رخ دینے کی کوشش کرتا ہے تاکہ خود کو محفوظ رکھ سکے کیونکہ اسے علم ہے کہ اگر اس نے سوجھ بوجھ اور دوراندیشی سے کام نہ لیا، اگر اس کے پاس صحیح اعداد وشمار موجود نہ رہے تو اس پر ضرب لگ سکتی ہے۔ چنانچہ ممتاز ترین فکری حلقے سامراج کے پاس موجود ہوتے ہیں۔

درباری علماء کا استعمال

جن معاشروں میں علماء کو راستے سے ہٹانا ممکن نہ ہوا وہاں یہ کوشش کی گئی کہ علماء کو بدعنوان اور جابر حکومتوں اور درباروں سے جوڑ دیا جائے۔ دربار سے وابستہ علماء جن کی ہمارے عزیز امام خمینی رحمۃ اللہ علیہ کے بیانوں میں بڑی مذمت کی گئی ہے، اسلام اور مسلمانوں کے حق میں خیانت کے مرتکب ہوئے ہیں۔ امام زین العابدین علیہ السلام نے اپنے زمانے کی ایک معروف شخصیت سے فرمایا ''میں دیکھ رہا ہوں کہ آپ نے اپنی گردن کو ستمگروں کے لئے چکی کے پاٹ کا محور بنا دیا ہے تاکہ وہ آپ کی گردن کے محور پر اپنے مظالم کی چکی چلائیں اور آپ کے سہارے لوگوں پر ظلم کریں۔ جو عالم دین فاسد و ظالم حکومتوں کے مظالم کی توجیہ کرے وہ ان حکومتوں سے بھی زیادہ خطرناک ہے۔ جو عالم دین سامراج کے اہداف کے مطابق عمل کرے، اس کے بدترین اور پست ترین ہمنواؤں میں شمار ہوتا ہے

کیونکہ وہ حق کی ظاہری صورت کا سہارا لیکر باطل کی ترویج کر رہا ہے۔

ثقافتی وسائل وحربے

اس وقت ایک فکری وثقافتی وسیاسی جنگ جاری ہے۔ جو شخص اس میدان جنگ کا احاطہ کرنے میں کامیاب ہو جائے اور حقائق کو سمجھنے پر قادر ہو وہ میدان پر ایک نظر ڈال کر بخوبی سمجھ سکتا ہے کہ اس وقت دشمن ثقافتی حربوں کے ذریعے بہت زیادہ دباؤ ڈال رہا ہے۔ بکے ہوئے قلم اور دل وضمیر اور دین وایمان کا سودا کر لینے والے روشن خیال حضرات کی تعداد کم نہیں ہے جو ملک کے باہر اچھی بڑی تعداد میں اور ملک کے اندر اکا دکا، سامراج کے مقاصد کے لئے طاقت فرسائی اور طبع آزمائی کرنے کے تیار ہیں اور کر رہے ہیں۔

سامراج کی کمزوریاں

اس وقت دنیا میں ایک تضاد دیکھنے میں آ رہا ہے۔ ملت ایران مسلمان قوموں، علاقائی قوموں، ایشیائی قوموں، افریقی قوموں، لاطینی امریکہ کی قوموں اور مشرق وسطی کی قوموں کی نظر میں ایک شجاع، حق وانصاف کی پاسباں اور جبر واستبداد کی مخالف قوم ہے، ملت ایران کو ان خصوصیات کے ساتھ پہچانا گیا ہے۔ وہ ملت ایران کی تعریف وستائش کرتی ہیں لیکن یہی ملت ایران اور یہی اسلامی جمہوری نظام جو قوموں کے لئے قابل تعریف وستائش ہے، تسلط پسند طاقتوں کی نظر مین انسانی حقوق کی پامالی کے لئے مورد الزام قرار پایا ہے۔ اس پر عالمی امن وسکون ختم کر دینے کا الزام ہے۔ اس پر دہشت گردی کی حمایت کا الزام ہے۔ یہ تو صاف صاف تضاد ہے۔ قوموں کی نظر اور بڑی طاقتوں کی خواہش کا تضاد۔ یہ تضاد عالمی استبدادی وتسلط پسندانہ نظام کے لئے خطرے کی گھنٹی ہے۔ روز بروز یہ طاقتیں قوموں سے دور ہوتی جا رہی ہیں۔ اس طرح مغرب کی لبرل ڈیموکریسی میں مسلسل بڑھنے والی خلیج پیدا ہو گئی ہے۔ سامراج کی تشہیراتی مہم کچھ ہی عرصے تک حقائق کی پردہ پوشی کر سکتی ہے، ہمیشہ تو حقائق کو چھپائے رکھنا ممکن نہیں ہوگا۔ قوموں میں دن بدن بیداری بڑھ رہی ہے۔ ملت

ایران کا صدر ایشیائی ملکوں، افریقی ملکوں اور لاطینی امریکہ کے ملکوں کا دورہ کرتا ہے تو عوام اس کے حق میں نعرے لگاتے ہیں، اس کی حمایت میں جلوس نکالتے ہیں جبکہ امریکی صدر اگر لاطینی امریکہ کے ملکوں یعنی واشنگٹن کا آنگن کہے جانے والے ممالک کا سفر کرتا ہے تو عوام اس کی آمد کی مناسبت سے امریکی پرچم کو نذر آتش کرتے ہیں۔ یہ لبرل ڈیموکریسی کے ستونوں کے متزلزل ہونے کی علامت ہے جس کا پرچم مغربی ممالک اور سب سے بڑھ کر امریکہ نے بلند کر رکھا ہے۔ ان کی خواہشات اور عوامی مطالبات و مشاہدات میں تضاد دن بدن بڑھتا ہی جا رہا ہے۔ وہ دم تو جمہوریت، انسانی حقوق، عالمی سلامتی اور دہشت گردی سے جنگ کا بھرتے ہیں لیکن ان کا شر پسندانہ باطن ان کی عسکریت پسندی کی غمازی کرتا ہے، ان کے ذریعے انسانی حقوق کی پامالی کی چغلی کرتا ہے، دنیا کے توانائی کے ذخائر کے سلسلے میں ان کی حرص و طمع کا پتہ دیتا ہے۔ یہ چیزیں دنیا کی قومیں دیکھ رہی ہیں۔ روز بروز دنیا میں قوموں کی نظر میں لبرل ڈیموکریسی اور امریکا کہ جو لبرل ڈیموکریسی کا علمبردار سمجھا جاتا ہے، عزت و آبرو ختم ہوتی جا رہی ہے جبکہ اس کے برخلاف ایران اسلامی کا وقار بڑھ رہا ہے۔

ایک دن وہ تھا جب عالمی سامراج کے عمائدین یہ سمجھنے لگے تھے کہ اسلام تو ختم ہو چکا ہے۔ انہوں نے دنیا میں شہوت پرستی کی جو وبا پھیلا دی تھی اس سے اس غلط فہمی میں پڑ گئے تھے کہ مسلم قوموں میں اسلامی تعلیمات، اسلامی جذبات، اسلامی غیرت و حمیت، اسلامی تقویٰ و پرہیزگاری اور اسلامی خیالات سب مٹ گئے، بعد میں انہیں اندازہ ہوا کہ یہ ان کی بھول تھی۔ سب سے پہلے تو عظیم مملکت ایران اور اس باشرف قوم کے ذریعے اسلامی اقتدار کا پرچم بلند کئے جانے اور دوسرے مرحلے میں پورے عالم اسلام میں اسلامی بیداری کی لہر پھیل جانے سے وہ مبہوت ہو کر رہ گئے۔ انہیں اندازہ ہو گیا کہ اسلام بڑی درخشاں اور اٹل حقیقت ہے۔ چنانچہ انہوں نے اس کے خلاف محاذ کھول لیا ہے۔ اب عالم اسلام اور مسلمان قوموں کو اس حقیقت کا ادراک ہو چکا ہے۔ آپ غور کیجئے کہ خود ان کے پاس جو اپنی اطلاعات ہیں وہ بھی یہی بتاتی ہیں کہ اسلامی ملکوں میں امریکا، صیہونزم، عالمی سامراج کے

ان کے عمائدین کو نفرت کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے۔

سامراج کا مقابلہ کرنے کی ضرورت

سامراج، آج جس کا مظہر امریکی حکومت ہے، اس سے مقابلہ بھی اس انقلاب کا لازمی جزا اور اس قوم کی اہم اور دلی خواہش ہے۔ اگر یہ قوم سامراج سے مقابلہ ترک کر دے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ اغیار کی مداخلت، ان کے ہاتھوں اپنی ذلت و رسوائی اور انقلاب سے قبل کی ان کی دھونس اور دھمکی کے سامنے سر تسلیم خم کر دے۔ سامراج سے جنگ اور اس کی مخالفت کے سلسلے میں یہی تاثر اور یہی نظریہ قوم کی ہر فرد کا ہے۔

سامراج کے خلاف جدو جہد کے اسباب وعلل

قومی اسباب علل

ایرانی عوام نے سامراج کے خلاف کیوں جنگ کی؟ اس نکتے پر آپ خاص توجہ دیجئے۔ سامراجی روح وخصلت کے سلسلے میں سب سے پہلا تاثر اور خیال جو کسی قوم کے ذہن میں ابھرتا ہے وہ دینی تاثر اور خیال نہیں بلکہ قومی حمیت کا احساس اور جذبہ ہوتا ہے، اپنی شناخت اور تشخص کا احساس اور جذبہ ہوتا ہے۔ کیونکہ جب سامراج جب کسی ملک میں درآتا ہے اور اس ملک پر غلبہ حاصل کر لیتا ہے تو اس ملک کی قومی شناخت کی نفی پر تل جاتا ہے۔ اس ملک کے ذخائر کو لوٹتا ہے، اس ملک کے سیاسی امور میں مداخلت بھی کرتا ہے لیکن یہ سب کچھ در حقیقت اس قوم کی شناخت اور تشخص کی نفی کی فروعات ہیں۔ جب سامراج وارد ہوتا ہے تو پہلے ہرگز یہ نہیں کہتا کہ ہم آپ کی شناخت اور تشخص کی نفی کرنا چاہتے ہیں، وہ مختلف بہانوں سے داخل ہوتا ہے۔ جب اسے اندر آنے کا موقع مل جاتا ہے تو جو چیز اس کا سب سے اہم نشانہ ہوتی ہے وہ قوم کی شناخت ہے۔ یعنی ثقافت، دینی عقائد، ارادہ، خودمختاری، حکومت، معیشت اور اس قوم کی ہر چیز کو چھین کر اپنے قبضے میں کر لیتا ہے۔ جیسا کہ انقلاب سے قبل ایران میں

تھا۔اس حقیقت کا احساس قوموں کو سامراج کے خلاف برانگیختہ کر دیتا ہے۔یہی وجہ ہے کہ جو قومیں دیندار نہیں ہیں جو مسلمان بھی نہیں ہیں آج حتی الوسع امریکا کے مقابلے میں ڈٹ جاتی ہیں۔البتہ یہ اب ہے، ماضی میں نہیں تھا۔اس وقت تو کوئی امریکا کے سامنے سر اٹھانے کی جرئت نہیں کرتا تھا۔یہ سلسلہ ملت ایران نے شروع کیا ہے۔

دینی اسباب علل

سامراج کے خلاف ملت ایران کی جنگ کی دینی وجہ بھی ہے۔قرآن میں استکبار، مستکبر اور اس کے بالمقابل استضعاف اور مستضعف کے الفاظ استعمال ہوئے ہیں۔ جب ملت ایران اس جذبے کے ساتھ امریکہ اور اس سے وابستہ بدعنوان نظام کے خلاف کھڑی ہوئی تو اس کے پیچھے عظیم دینی جذبہ اور ایمان وعقیدہ کارفرما تھا اور اسی چیز نے اس قوم کو کامیابی عطا کی۔

اس وقت دشمنان اسلام سے جنگ کا پرچم مکتب اہلبیت پیغمبر علیہم السلام کے پیروکاروں کے ہاتھوں میں ہے۔اس عظیم وشجاع قوم کے ہاتھوں میں ہے جو اللہ تعالی کے علاوہ کسی طاقت کو خاطر میں نہیں لاتی۔آج ملت ایران کا یہ عالم ہے۔اس وقت استکبار سے وابستہ عناصر اور مہرے نیز وہ طاقتیں جو دنیا میں قوموں، حکومتوں، شخصیات، مفکرین اور دانشوروں کے لئے خوفناک عفریب بنی ہوئی ہیں ملت ایران کے نزدیک ان کی کوئی اہمیت وارزش نہیں ہے۔

سامراج سے جہاد اکبر

استکبار اور استکباری شیاطین کے خلاف سب سے بڑی جنگ یہ ہے کہ انسان ان کی مرضی وخواہش کے سامنے ہرگز سر تسلیم خم نہ کرے۔اس وقت ملت ایران یہ جہاد کر رہی ہے اور یہ وہ راستہ ہے جو امام خمینی رحمۃ اللہ علیہ نے ہمارے لئے وا کیا، ملت ایران اسی راہ پر چلی ،بحمد اللہ آج عزووقار کی بلندیوں پر ہے، آج بھی یہ قوم اسی راستے پر گامزن ہے۔

استکبار مردہ باد کے نعرے کا مفہوم

ایرانی قوم جو استکبار مردہ باد کا نعرہ لگاتی ہے، کوئی یہ نہ سمجھے کہ اس کا مفہوم یہ ہے کہ ملت ایران ہر غیر مسلم ملک اور اس ملک کی حکومت کو للکار کر اس سے لڑنا چاہتی ہے جس کے مسلمان ہونے کو وہ تسلیم نہیں کرتی۔ ایسا ہرگز نہیں ہے! اسلام اور اسلامی جمہوریہ کے لئے جو چیز اہم ہے وہ ظلم، سرکشی وطغیانی اور ستمگر طاقتوں کے خلاف جنگ ہے۔

اِنَّمَا يَنْهٰىكُمُ اللّٰهُ عَنِ الَّذِيْنَ قٰتَلُوْكُمْ فِي الدِّيْنِ وَاَخْرَجُوْكُمْ مِّنْ دِيَارِكُمْ وَظٰهَرُوْا عَلٰۤى اِخْرَاجِكُمْ اَنْ تَوَلَّوْهُمْ ۚ

خدا ان ہی لوگوں کے ساتھ تم کو دوستی کرنے سے منع کرتا ہے جنہوں نے تم سے دین کے بارے میں لڑائی کی اور تم کو تمہارے گھروں سے نکالا اور تمہارے نکالنے میں اوروں کی مدد کی۔ [1]

یہ ہے اصلی مسئلہ۔ جو لوگ حق وانصاف کی مخالفت پر اتر آتے ہیں اور ظلم وستم کی تائید کرنے لگتے ہیں، ظالمانہ عمل میں مدد کرتے ہیں۔

استکبار کے خلاف جدوجہد کے نعرے کی حفاظت

ملت ایران کو چاہیئے کہ سامراج کے خلاف جدوجہد کو اپنے لئے پرچم اور مشعل راہ کے طور پر محفوظ رکھے۔ کیوں؟ اس لئے کہ اگر اس لہراتے پرچم کی حفاظت نہ کی گئی اور نعرہ پھیکا اور کمزور پڑ گیا تو قوم اپنا راستہ گنوا دے گی۔ چونکہ اس دشمن کی دشمنی آشکارا ہے اور اہل نظر سے پوشیدہ بھی نہیں ہے، یہ کھلا ہوا دشمن اپنی دشمنی کے آشکارا ہونے کے باوجود فریب دہی کے کچھ حربے استعمال کرتا ہے۔ اکثر وبیشتر فریب کھانے والی قوموں اور غلط فہمی کا شکار

[1] سورۂ الممتحنہ: ۹

ہونے والی حکومتوں سے غلطی یہ ہوتی ہے کہ وہ دشمن کی روش کو صحیح طور پر پہچان نہیں پاتیں۔ اگر دشمن کی روش کی شناخت نہ ہو اور اس دشمن کی جانب سے غفلت برتی جائے جو ایک انقلابی قوم کی نابودی کے درپے ہے تو ظاہر ہے وہ قوم اسی راستے پر چل پڑے گی جو دشمن کا پسندیدہ راستہ ہے یعنی نابودی کی راہ، ویرانی کی راہ اور بدعنوانی کی راہ۔

سامراج سے جنگ کے طریق وراہ اور اسلام کی سمت واپسی

مسلم قوموں کی تمام ناکامیوں اور رنج وغم کا علاج اسلام کی سمت واپسی اور اسلامی نظام کے دائرے میں اور اسلامی احکام کے زیرسایہ زندگی بسر کرنا ہے۔ یہ وہ اکسیر ہے جو مسلمانوں کو ان کے عزووقار، قدرت وتوانائی اور رفاہ وتحفظ کی نعمت لوٹا سکتی ہے اور اس تلخ و ذلت آمیز انجام و مستقبل کو دگرگوں کرسکتی ہے جو سامراجی طاقتوں نے امت مسلمہ کی تقدیر میں لکھ دینے کی تیاری کی ہے۔

سامراج اور اس سے وابستہ تشہیراتی نیٹ ورک، اپنے پیروں پر کھڑے ہو چکے مسلمانوں کی امید ونشاط کو مایوسی و یاس میں تبدیل کر دینا چاہتے ہیں اور اس مقصد کی تکمیل کے لئے اس سے بہتر کچھ نہیں ہوسکتا کہ ملت ایران کے مشکل کشا اسلامی انقلاب کو ناکام ظاہر کریں اور یہ باور کرائیں کہ ایران مشکلات و دشواریوں سے دوچار ہو جانے کے بعد محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حقیقی اسلام اور امام خمینی قدس سرہ کی روش سے کنارہ کشی پر مجبور ہو گیا۔

تعلیم وتربیت

ثقافت وتعلیم وتربیت کا مسئلہ اسلامی جمہوری نظام میں اولیں مسئلہ ہے۔ دراز مدت میں کوئی بھی چیز تعلیم وتربیت جتنی اہمیت کی حامل نہیں ہے۔ ایرانی معاشرے میں تعلیم وتربیت کے فرائض انجام دینے والے اساتذہ کا کردار بنیادی اہمیت کا حامل ہے۔ درحقیقت کفر وظلم و عالمی سامراج اور دنیا کے سیاسی شیطانوں کی غنڈہ گردی کے خلاف جدوجہد کا محاذ یہی اسکول اور مدرسے اور تعلیم وتربیت وثقافت کا محاذ ہے۔ جو طلبہ ملک کے تعلیمی اداروں کے سپرد کئے

گئے ہیں اس قوم کا سب سے قیمتی سرمایہ ہیں۔ تعلیم وتربیت، اساتذہ اور ثقافتی و تعلیمی محاذ کی قدر کیجئے۔

قومی اتحاد

جو شخص سامراج کا مقابلہ کرنا چاہتا ہے، اسلامی جمہوریہ کے دشمنوں کو طمانچہ رسید کرنا چاہتا ہے، بندگان خدا کے دل جیتنا اور دشمنان خدا کو رنجیدہ و مایوس کرنا چاہتا ہے اسے یہ کوشش کرنا چاہیئے کہ قوم اور نظام کے حکام کے درمیان رابطہ روز بروز زیادہ مستحکم ہو۔ جو بھی اس کے برعکس عمل کرے وہ درحقیقت سامراج کی پسندیدہ سمت میں بڑھ رہا ہے۔

اسلامی یکجہتی

دنیا کا کون سا گوشہ ہے جہاں مسلمان طویل عرصے سے عالمی سامراج اور عالمی تسلط پسندانہ سسٹم کے باعث نقصان نہیں اٹھا رہے ہیں اور دباؤ کا سامنا نہیں کر رہے ہیں؟! ایسے میں کیا چارہ ہے سوائے مسلمانوں کی استقامت ومزاحمت کے، سوائے مسلمانوں کے باہمی عہد و پیمان کے، سوائے مسلمانوں کے اتحاد کے، سوائے اسلامی معاشروں کی بیداری کے، سوائے پوری دنیا میں اسلام کی عظیم صلاحیتوں اور توانائیوں کو بروئے کار لانے کے؟

حکومتوں کی جانب سے اپنی قوموں کی حمایت

اسلامی مملکتوں کے سربراہوں کے اختیار میں بہت بڑی طاقت ہے اور وہ طاقت ہے مسلم قوموں کی۔ اس ناقابل تسخیر قوت کی مدد سے اسلامی حکومتیں سامراج کے اسلام مخالف محاذ کے سرغنہ امریکہ جیسے سپر پاور کا مقابلہ کر سکتی ہیں، اپنی قوموں اور دیگر مظلوم مسلم اقوام کے حقوق کا دفاع کر سکتی ہیں۔ اسلام ایک قوم کی زندگی کو سنوارنے کی بہترین ضمانت بن سکتا ہے۔ اس کے سائے میں قومیں مکمل آزادی وخود مختاری سے بہرہ مند ہو سکتی ہیں، اس سے محظوظ ہو سکتی ہیں اور اس ہدف کے حصول کے لئے مسلمان نشین ملکوں کے عوام کا جذبہ ایمانی بہترین سہارا و

کمک ہے۔ امریکہ اور سامراج کے دیگر عمائدین مسلم ممالک کے سربراہوں کے دماغ میں اسلام کے تعلق سے جوخوف وہراس پیدا کرنے کی کوشش کررہے ہیں، مسلم حکومتوں سے یہ امید ہے کہ وہ اس سے متاثر ہونے کے بجائے اس الہی آئین کوقوموں کے نجات دہندہ اور مسلم قوموں یعنی امت مسلمہ کے ان اجزاء کے رشتے اور رابطے کی حیثیت سے دیکھیں اور اس کے سہارے اپنی طاقت وتوانائی اورعزووقار میں اضافہ کریں۔ یہ بذات خودقوموں کواپنی سمت متوجہ کرنے اوران کی حمایت ومدد کا بڑاموثر ذریعہ ہے۔جس حکومت کواپنی قوم کی حمایت حاصل ہووہ کسی سےخوفزدہ نہ ہونے میں حق بجانب ہے۔

سامراج کےعناد کی وجوہات

اسلام سےسامراج کےعناد کےاسباب وعلل

اس وقت اسلام اور سامراج کے مابین جوتنازعہ ہے وہ کس بات پر ہے؟ آج سامراج، اسلام کے مقابل کھڑا ہے۔ چنانچہ یہ بات خود انہوں نے (یعنی سامراجی عناصر نے)صریحی طور پر کہی ہے۔امریکی صدر نے بےساختہ صلیبی جنگ کی بات کی۔سامراج کے تشہیراتی مہرے تواتر کے ساتھ مختلف موذیانہ طریقوں سے دنیا بھر میں اسلام کے خلاف پروپیگنڈہ کررہے ہیں،فلمیں بنارہے ہیں،کمپیوٹرگیمز بنارہے ہیں،مقالےلکھ رہے ہیں،سب کچھ اسلام کے خلاف۔ وہ کیوں اسلام کے مخالف ہیں؟! یہ بہت اہم سوال ہے۔ وہ خود اپنی زبان سے کہہ رہے ہیں کہ ہم اسلام کے مخالف ہیں کیونکہ اسلام جنگ،قتل وغارتگری اورنفرتوں کی تعلیم دیتا ہے۔ عالمی رائے عامہ کے درمیان اس طرح آشکارا طور پرالزام تراشی کررہے ہیں۔ بہتان باندھ رہے ہیں۔اس وقت تو دنیا میں نفرتیں پھیلانے کا کام سامراج کررہا ہے۔ دنیا میں جنگ کی آگ امریکی بھڑکا رہے ہیں۔قوموں اورملکوں کےحقوق پر حملے اور دست درازی کرنے والے وہی لوگ ہیں۔ ہزاروں کلومیٹر کے فاصلے سے اپنے فوجی لاتے ہیں اور کبھی کسی ملک پرتو کبھی کسی اور ملک پر حملے کرتے ہیں، اس سرحد اور اس قوم کے خلاف

جارحیت کرتے ہیں۔آپ گذشتہ سوسالہ تاریخ پر اگر نظر ڈالیں تو یہی پائیں گے کہ بیشتر ین جنگیں مغرب والوں نے شروع کی ہیں۔دنیا کی دونوں عالمی جنگیں یورپیوں نے شروع کیں۔ ایشیا، افریقا اور لاطینی امریکہ میں بے شمار جنگیں امریکی اقتدار پر قابض حکومتوں نے لڑی ہیں۔ وہی ہیں جو قوموں کے درمیان نفرتیں پھیلاتی ہیں۔اسلام ان تہمتوں سے مبرا ہے۔جھگڑا اس بات کا نہیں ہے، وہ جھوٹ بولتے ہیں، تنازعہ اس بات کا ہے کہ اسلام قوموں کو خود مختاری و آزادی کی دعوت دیتا ہے، مسلمان قوموں کو ان کی عزت نفس کی یاد دلاتا ہے، مسلمان قوموں کو یہ درس دیتا ہے کہ اپنے حقوق کو پہچانیں، ان حقوق کے حصول کی کوشش کریں اور ان پر تجاوز کرنے والوں کا مقابلہ کریں۔سامراج اس استقامت، اس دفاع اور اس واقفیت و آگاہی کا مخالف ہے۔اسلام اور سامراج کا تنازعہ اسی بات پر ہے۔

ملت ایران سے سامراج کی دشمنی کے اسباب و علل

ایران اسلامی، امام خمینی رحمۃ اللہ علیہ کا ایران، اسلامی انقلاب والا ایران، مسلمانوں کی عظیم عالمی تحریک اور بیداری کا محور و مرکز ہے۔اسی لئے دشمنیوں کا ہدف بھی بنا ہوا ہے۔ یہ چیز ملت ایران کے لئے غم و اندوہ نہیں بلکہ خوشی کا باعث ہے۔اس سے ایران وحشت زدہ نہیں بلکہ زیادہ پرامید ہوا ہے۔کیونکہ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ ملت ایران بہت طاقتور ہے اور سامراج اور ڈاکوؤں اور غارتگروں کے مفادات کے لئے بدستور خطرہ بنی ہوئی ہے۔ سامراج کی دشمنی کو دیکھ کر ملت ایران کو اور بھی یقین ہو جاتا ہے کہ اس نے انقلاب کو آگے لے جانے اور ملک و معاشرے کی تعمیر و ترقی کے لئے جس راہ کا انتخاب کیا ہے وہ بالکل صحیح، کامیاب اور درست ہے۔اگر انسانیت کے دشمنوں کے مفادات کے خلاف اور ملک و انقلاب کی مصلحتوں کی تکمیل کے لئے اپنی مہم میں اس قوم نے غلط راستے کا انتخاب کیا ہوتا تو اتنی دشمنیاں برداشت نہ کرنا پڑتیں۔

ایران کے اسلامی انقلاب سے سامراج کی دشمنی کی وجوہات

کیا وجہ ہے کہ جہاں کہیں بھی امام خمینی رحمۃ اللہ علیہ کا پیغام ہے اور قلوب اس کی سمت مائل اور قدم اس کے مقررہ اہداف کی راہ میں گامزن ہیں سامراج پیچ وتاب کھا رہا ہے؟ ان دشمنیوں کی وجوہات اس طرح ہیں سب سے پہلی وجہ تو دین کا سیاست اور سماجی زندگی سے جدا نہ کیا جانا ہے۔ اسلامی جمہوریہ نے عملی طور پر ثابت کر دیا اور دکھا دیا کہ دین انسانوں کی زندگی میں دخیل ہے۔ مقدس دین اسلام اس لئے نہیں آیا کہ لوگوں کو عبادت خانوں کا گوشہ نشیں بنا دے بلکہ انسانی زندگی، سیاست کا میدان، عظیم سیاسی، سماجی اور اقتصادی امور مقدس اسلامی احکام کی قلمرو کے اندر آتے ہیں۔ دوسری وجہ بڑی طاقتوں کی خواہش ومرضی کو درخور اعتناء قرار نہ دینا ہے۔ امریکہ اور دیگر سامراجی طاقتوں کی نظر میں اسلامی جمہوریہ ایران کا ایک بڑا جرم یہ ہے کہ عالمی امور میں وہ امریکہ اور اس کے ہمنواؤں کے نظریات اور منشا کے زیر اثر نہیں ہے۔ اس کی ایک واضح مثال مسئلہ فلسطین ہے۔ انہوں نے عرب اور بہت سے اسلامی ملکوں پر شدید دباؤ ڈالا کہ مسئلہ فلسطین کو نظر انداز کر دیں، افسوس کہ بعض حکومتیں اس دباؤ کے آگے جھک بھی گئیں اور انہوں نے یہ مطالبہ مان لیا لیکن اسلامی جمہوریہ نے ایک بالکل واضح جملے میں اپنی بات بیان کر دی جسے دنیا کے تمام انصاف پسند افراد تسلیم کرتے ہیں۔ وہ جملہ یہ ہے کہ ''فلسطین، فلسطینی عوام کا ہے۔''

ایران کے اسلامی جمہوری نظام سے سامراج کی دشمنی کی تیسری وجہ یہ موقف ہے کہ غاصب صیہونی حکومت کی بساط لپیٹی جانی چاہئے، یہودی فلسطین میں آباد رہ سکتے ہیں لیکن فلسطین میں حکومت کا حق ملت فلسطین کا ہے وہ دنیا کے دیگر ممالک کی طرح جسے چاہیں منتخب کرے۔

چوتھی وجہ ایران کی جانب سے ایسے تمام افراد کی سیاسی واخلاقی حمایت ہے جو اسلام کی بالادستی قائم کرنے کی راہ میں سعی وکوشش کر رہے ہیں۔ دنیا میں جہاں کہیں بھی جو

کوئی بھی اسلام کی شان وشوکت کے لئے قیام کرتا ہے ایران اس کی سیاسی واخلاقی حمایت کرتا ہے۔مسلمان قوموں کی یہ حمایت دشمن کو خشمگیں کرتی ہے۔

اسلامی جمہوریہ سے سامراجی دشمنوں کی دشمنی کی ایک اور وجہ یہ ہے کہ اسلامی جمہوریہ ایران مسلم اقوام پر مغربی ثقافت مسلط کئے جانے کا مخالف ہے۔مغربی ثقافت ایسی ہے کہ اس میں جہاں خوبیاں ہیں وہیں بہت سے نقائص وعیوب بھی ہیں۔اسلامی جمہوریہ ثقافتی تعلقات اور لین دین کا قائل ہے۔ملت ایران جیسی قوم او دیگر مسلم اقوام دنیا کی ثقافتوں کو دیکھیں، ان کا جائزہ لیں اور ان ثقافتوں کے ان نکات کو اختیار بھی کریں جو ان کے لئے ضروری اور مفید ہوں اور ان باتوں کو جو مفید نہیں ہیں مسترد کردیں۔

عالمی استکبار، اسلام و انقلاب سے دلی کینہ رکھتا ہے اور جب تک قوم اپنے اصولوں اور اپنے دین و مذہب سے دستبردار نہیں ہوجاتی اس وقت تک عالمی استکبار کی ابرو کا بل نہیں جاتا۔اللہ تعالی نے مسلمانوں سے کہا ہے کہ:

وَلَنۡ تَرۡضٰى عَنۡكَ الۡيَهُوۡدُ وَلَا النَّصٰرٰى حَتّٰى تَتَّبِعَ مِلَّتَهُمۡ ؕ

اورتم سے نہ تو یہودی کبھی خوش ہوں گے اور نہ عیسائی، یہاں تک کہ تم ان کے مذہب کی پیروی اختیار کرلو۔[1]

بنابریں سامراج کے بغض و کینے کی وجہ (اسلامی انقلاب کی) حریت پسندی، لا شرقی ولاغربی کا نعرہ اور اسلام پر عمل آوری ہے۔سامراج کا کینہ ختم ہونے والا نہیں ہے لیکن اس کینے کے باوجود ملت ایران اللہ تعالی کے لطف و کرم سے پر امید ہے کہ انشاءاللہ جملہ سیاسی، اقتصادی اور ثقافتی میدانوں میں اپنے الٰہی اہداف کو حاصل کرے گی اور دشمن کو پسپائی اختیار کرنے پر مجبور کردے گی۔

---

[1] سورۂ البقرہ:۱۲۰

اسلامی جمہوری نظام سے سامراج کی دشمنی کی وجوہات

عوام کے ایمان کی مستحکم بنیادوں پر اسلامی نظام کی تعمیر کے بعد اس (سامراج) کے لئے بہت بڑا چیلنج معرض وجود میں آ گیا۔ کیوں؟ اس لئے کہ فطری طور پر یہ نظام دنیا کے سامراجی نظام کے آکٹوپس سے ٹکرانے والا تھا۔ اس ٹکراؤ کا مطلب یہ نہیں تھا کہ اسلامی جمہوریہ ایران امریکہ، برطانیہ یا کسی اور ملک سے جنگ کے لئے جائے بلکہ جب حساس جغرافیائی محل وقوع اور قدیم تہذیب وثقافت کا مالک کوئی اسلامی ملک ابھر کر سامنے آتا ہے، کوئی نیا خیال اور نئی فکر پیش کرتا ہے اور پھر اس کی تقویت کے لئے جی جان سے کوشش کرتا ہے اور اس کی کامیابی کے آثار نمایاں ہونے لگتے ہیں تو فطری سی بات ہے کہ سامراج کو اس پورے علاقے میں اپنے مفادات خطرے میں محسوس ہونے لگتے ہیں۔ یہی وجہ تھی کے اس زمانے کے سامراجی نظام یعنی ایک طرف لبرل سرمایہ دارانہ نظام اور دوسری طرف نام نہاد سوشلسٹ الحادی آمریت کا نظام، اسلامی جمہوریہ ایران سے الجھ پڑے۔ تعجب کی بات یہ تھی کہ ان دونوں نظاموں میں نوے فیصدی امور میں اختلافات تھے لیکن (اسلامی انقلاب کی) اس شمع فروزاں کو خاموش کرنے اور اس پودے کو اکھاڑ پھینکنے کی بات پر یہ دونوں متحد ہو گئے!

سامراج کا آخری ہدف

اس وقت امریکہ اور عالمی سامراج کا سب سے اہم ہدف یہ ہے کہ انقلاب کو، اسلامی جمہوریہ کو اور ملت ایران کو کسی صورت پسپا کر دیا جائے۔ وہ اعلان کر دے کہ اپنے موقف اور امام خمینی رحمۃ اللہ علیہ کے موقف سے برگشتہ ہو گئی ہے۔ سامراج کی ساری سعی و کوشش یہی ہے۔ کیوں؟ اس لئے کہ وہ دیکھ رہا ہے کہ امام خمینی رحمۃ اللہ علیہ کے پیغام نے مسلم قوموں کو بیدار کر دیا ہے۔ آپ دنیا کی مختلف اقوام بالخصوص مسلمان قوموں کو دیکھئے! غور کیجئے کہ وہ کس طرح امام خمینی رحمۃ اللہ علیہ کے پیغام سے متاثر ہوئی ہیں؟! سامراج کو یہ اندازہ ہو گیا ہے کہ

قوموں کو اسی صورت میں ساکت و خاموش رکھا جا سکتا ہے جب انہیں صحیح راستے سے منحرف کر کے اسی جگہ پر پہنچا دیا جائے جہاں سے انہوں نے اپنا سفر شروع کیا تھا۔ اس کا واحد راستہ یہ ہے کہ یہ قومیں دیکھیں کہ اسلامی ایران، امام خمینی رحمۃ اللہ علیہ کا ایران اپنے راستے سے برگشتہ ہو گیا ہے تا کہ سب کے سب مایوس ہو جائیں اور اپنی راہ چھوڑ کر واپس لوٹ جائیں۔ سامراج اس چیز کو سمجھ گیا ہے اور وہ اس کے لئے بھرپور کوششوں میں لگا ہوا ہے۔ سامراج اپنے تمام وسائل و امکانات کو بروئے کار لا کر اسلامی جمہوریہ کو مٹا دینے کی منصوبہ بندی میں لگا ہوا ہے۔ یہ کوئی مبالغہ آرائی نہیں ہے۔ واقعی یہ سامراج کا آخری ہدف ہے۔ البتہ وہ سیاستداں ہیں اور بخیال خود ایک اک زینہ طے کر رہے ہیں۔

پہلا زینہ یہ ہے کہ اسلامی جمہوریہ کو اس کی امنگوں سے جدا کر دیں۔ دوسرا قدم یہ ہوگا کہ اسلامی جمہوریہ کو اس کے محبوں سے محروم کر دیں، تیسرا قدم یہ ہے کہ حکومت اور حکام کو عوامی طبقات سے دور کر دیں اور دونوں کے درمیان شگاف ایجاد کریں۔ چوتھا قدم یہ ہے کہ اوباش اور شر پسند عناصر کو لائیں، جرائم پیشہ افراد کا سہارا لیں اور ان کی مدد سے اپنا ہدف پورا کریں۔ اگر اسلامی جمہوریہ کے حکام سے غفلت، سستی اور بے توجہی ہوئی تو کوتاہ مدت میں ہی یہ چاروں قدم اٹھائیں جائیں گے لیکن اگر حکام ہوشیار و بیدار رہے اور غفلت کا شکار نہ ہوئے تو صدیاں گزر جائیں گی لیکن پہلا قدم بھی نہیں اٹھایا جا سکا ہوگا۔

❁ ❁ ❁ ❁ ❁ ❁

شیعہ، سنی اتحاد

موجودہ دور میں عالم اسلام میں امریکہ اور سامراج کا ایک بنیادی ہدف، تفرقہ و اختلافات کی آگ بھڑکانا ہے اور اس کا بہترین طریقہ اہل تشیع اور اہل تسنن کے درمیان اختلاف ڈالنا ہے۔ آپ دیکھ رہے ہیں کہ دنیا میں سامراج کے پروردہ عناصر آج عراق کے مسائل کے بارے میں کیا کہہ رہے ہیں؟! کس طرح زہرافشانی کر رہے ہیں اور دشمنی کے بیج بو رہے ہیں؟! مغرب کی تسلط پسند اور جاہ طلب طاقتیں برسہا برس سے اس کام میں مصروف ہیں۔ بہت ہوشیاری سے کام لینے کی ضرورت ہے۔ ہر وقت اور ہر موقع پر چوکنا رہنے کی ضرورت ہے۔ شیعہ سنی جنگ امریکہ کا مرغوب ترین مشغلہ ہے۔

مسلم اقوام اپنی آنکھیں کھلی رکھیں، دشمن کی سازشوں اور چالبازیوں کو معمولی نہ سمجھیں۔ اپنی بیداری و ہوشیاری کی حفاظت کریں۔ یہ وقت مسلم اقوام کے اتحاد اور یکجہتی کا متقاضی ہے۔ میں اپنی قوم، ملت عراق، ملت پاکستان اور دیگر مسلم اقوام کو خبردار کرنا چاہتا ہوں کہ شیعہ، سنی اختلاف پر قابو پائیں۔ مجھے وہ ہاتھ نظر آ رہے ہیں جو مکمل منصوبہ بندی کے ساتھ مسلمانوں کے درمیان شیعہ سنی جنگ شروع کروانے میں لگے ہیں۔ قتل عام کے جو واقعات ہو رہے ہیں، مساجد، امام بارگاہوں، نماز جماعت اور نماز جمعہ میں جو دھماکے ہو رہے ہیں ان میں صیہونزم اور عالمی استکبار کا پورا پورا ہاتھ ہے۔ یہ کام مسلمان انجام نہیں دے رہے ہیں۔ عراق، ایران، پاکستان، افغانستان اور دیگر ممالک سے ہمیں ملنے والی

اطلاعات، دنیائے اسلام میں رونما ہونے والے بھیانک واقعات میں صیہونیوں اور اسلام دشمن طاقتوں کا براہ راست یا بالواسطہ ہاتھ ہونے کی غمازی کرتی ہیں۔

ہم یہ نہیں کہنا چاہتے کہ شیعہ، سنی فرقے میں شامل ہو جائیں اور سنی شیعہ بن جائیں، یہ مراد نہیں ہے کہ ایک مذہب دوسرے میں ضم ہو جائے۔ ہمارا یہ کہنا نہیں ہے کہ شیعہ اور سنی حتی المقدور اپنے عقائد کے علمی استحکام کی کوشش نہ کریں۔ علمی کام تو مستحسن ہے اس میں کوئی مضایقہ نہیں ہے۔ بعض افراد اتحاد بین المسلمین کا ہدف حاصل کرنے کے لئے مذاہب کی نفی کی بات کرتے ہیں۔ مذاہب کی نفی سے مشکل حل ہونے والی نہیں ہے۔ مشکلات کا حل مذاہب کو صحیح انداز سے ثابت کر کے ممکن ہوگا۔ جو بھی فرقے ہیں وہ اپنے اپنے دائرہ کار میں معمول کے امور انجام دیں لیکن ایک دوسرے سے اپنے تعلقات بہتر کرنے پر خاص توجہ دیں۔ علمی کتابیں لکھیں لیکن یہ کام علمی فضا میں انجام پائے، اس کے باہر نہیں۔ اگر کوئی اپنی بات منطقی انداز میں ثابت کر دیتا ہے تو ہم اسے ایسا کرنے سے نہ روکیں لیکن اگر کوئی شخص اپنے بیان، کردار یا کسی اور طریقے سے اختلاف پیدا کرنا چاہتا ہے تو ہمارے خیال میں یہ تو دشمن کی خدمت ہے۔ اہل سنت کو بھی محتاط رہنا چاہئے اور شیعوں کو بھی۔ ہر شخص اپنے عقیدے اور اقدار کا احترام کرتا ہے اور یہ اس کا حق بھی ہے لیکن یہ عمل کسی دوسرے فرقے کی اقدار کی توہین کا باعث نہ بننے پائے جس کے عقائد ہم سے الگ ہیں۔ ہم ایک اسلام، ایک کعبے، ایک پیغمبر، ایک نماز، ایک حج، ایک جہاد اور ایک ہی شریعت کو ماننے اور اس پر عمل کرنے والے ہیں۔ مماثلتوں کے مقابلے میں اختلافی باتیں کئی گنا کم ہیں۔ اسلام دشمن طاقتیں، ایران ہی نہیں پورے عالم اسلام میں شیعہ سنی اختلاف کے شعلے دیکھنا پسند کرتی ہیں۔

میں یہاں ایک نکتے کی جانب اشارہ کرنا چاہوں گا کہ امیر المومنین علی علیہ السلام کو شیعہ اور سنی اسی طرح دیگر فرقوں کے درمیان اختلاف کا باعث نہ بنائیے۔ امیر المومنین علیہ السلام تو نقطہ اتحاد ہیں، نہ کہ نقطہ اختلاف۔ ملک کے گوشے گوشے میں آباد ہمارے

بھائی بہن اس بات پر یقین رکھیں کہ امیر المومنین علی علیہ السلام نقطہ اتحاد ہیں۔ پورا عالم اسلام امیر المومنین علی علیہ السلام کے سامنے عقیدت سے ہاتھ جوڑے کھڑا ہے۔ پوری تاریخ اسلام میں، وہ چاہے اموی دور ہو یا عباسی دور، کچھ گروہ امیر المومنین علی علیہ السلام سے دشمنی رکھتے تھے، لیکن مجموعی طور پر عالم اسلام جس میں شیعہ سنی دونوں شامل ہیں، امیر المومنین علی علیہ السلام کا عقیدتمند رہا ہے۔ امیر المومنین علی علیہ السلام کی شان میں اہل سنت کے ائمہ فقہ نے طبع آزمائی کی ہے۔ امیر المومنین علی علیہ السلام کی شان میں کہے گئے معروف اشعار امام شافعی سے منسوب ہیں۔ انہوں نے حضرت علی علیہ السلام ہی نہیں تمام یا پھر اکثر ائمہ اہلبیت سے اپنی عقیدت کا اظہار کیا ہے۔ ہم شیعوں کے نزدیک ان بزرگوار شخصیتوں کا مقام بالکل عیاں ہے۔

بدقسمتی سے عالم اسلام میں ایسے بھی عناصر ہیں جو امریکہ اور سامراجی طاقتوں کی قربت حاصل کرنے کے لئے ہر جائز ناجائز کام کرنے کو تیار ہیں اور شیعہ سنی اختلافات کو ہوا دے رہے ہیں۔ میں آج واضح طور پر کچھ ہاتھ دیکھ رہا ہوں جو ہمارے بعض ہمسایہ ممالک میں، عمدا اور پوری منصوبہ بندی کے ساتھ شیعہ، سنی اختلافات کی آگ بھڑکا رہے ہیں، فرقوں کو ایک دوسرے سے جدا کر رہے ہیں، سیاسی جماعتوں کو ایک دوسرے کی دشمنی پر اکسا رہے ہیں تاکہ حالات کا فائدہ اٹھا کر اپنا الو سیدھا کرسکیں اور مسلم ممالک میں ان کے ناجائز مفادات کو تحفظ حاصل ہو۔ ہمیں بہت زیادہ محتاط اور ہوشیار رہنے کی ضرورت ہے۔

جو لوگ شیعوں کو اہل سنت اور اہل سنت کو شیعہ کے خلاف مشتعل کر رہے ہیں وہ نہ تو شیعوں کے ہمدرد ہیں اور نہ ہی اہل سنت سے انہیں کوئی دلچسپی ہے۔ وہ سرے سے اسلام ہی کے دشمن ہیں۔

رحماء بینھم یعنی مسلمان بھائی آپس میں ایک دوسرے کے ہمدرد بنیں۔ دشمن دونوں طرف سے حملے کر رہا ہے۔ ایک طرف تو غلو اور دشمنی اہلبیت کی ترویج کر رہا اور شیعوں کو اہل سنت کی نگاہ میں سب سے بڑا دشمن بنا کر پیش کر رہا ہے اور بدقسمتی سے مذاہبی

انتہا پسندی کے شکار بعض افراد اس کا یقین بھی کر بیٹھے ہیں، دوسری طرف شیعہ کو اہل سنت کے عقائد کی بے حرمتی اور ان کے جذبات کو مجروح کرنے پر اکساتا ہے۔ دشمن کی سازش یہ ہے کہ یہ دونوں فرقے ہمیشہ لڑتے مرتے رہیں۔ دشمن ایسے زاویئے سے اقدام کرتا ہے کہ ممکن ہے آپ متوجہ نہ ہوسکیں اور اس کی جانب سے غافل رہ جائیں۔ لہٰذا ہوشیار رہئے اور دشمن کو ہر روپ میں پہچاننے کی کوشش کیجئے

وَلَتَعْرِفَنَّهُمْ فِي لَحْنِ الْقَوْلِ ۚ

اس کی باتوں سے بھی اسے پہچانا جاسکتا ہے۔ [١]

ہمارے عوام کی ایک خصوصیت یہ ہے کہ جن علاقوں میں مختلف مذاہب اور فرقوں کے افراد آباد ہیں اور اختلافات پیدا ہونے کا امکان ہے وہاں مذہبی اور نسلی ٹکراؤ سے خاص طور پر پرہیز کرتے ہیں۔ دشمن کو یہی نہیں پسند ہے۔ شیعہ، سنی جنگ دشمن کے لئے بہت قیمتی اور اہم ہے۔ امت مسلمہ اختلافات کی شکار رہے تو اس سے معنویت و روحانیت، شادابی و تازگی، قدرت و طاقت، اور قومی شکوہ وعظمت سب کچھ مٹ جائے گا جیسا کہ قرآن میں ارشاد ہوتا ہے

وَتَذْهَبَ رِيحُكُمْ

اس طرح کرنے سے تمہارا مرتبہ جاتا رہے گا۔ [٢]

اس سلسلے میں جو عوامل اتحاد کا مرکز قرار پاسکتے ہیں ان میں ایک نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات والا صفات ہے۔ مسلم دانشوروں کو چاہئے کہ اسلام کے سلسلے میں وسیع النظری کا ثبوت دیتے ہوئے اس عظیم شخصیت، اس کی تعلیمات اور اس کی محبت وعقیدت کے سلسلے میں محنت کریں۔

اتحاد بین المسلمین کے مسئلے کو شیعہ ہوں یا سنی اسی طرح ان سے نکلنے والے دیگر

---

[١] سورۂ محمد: ٣٠

[٢] سورۂ الانفال: ٤٦

فرقے، بہت سنجیدگی سے لیں۔ تمام مسلمان اتحاد پر خاص توجہ دیں۔ اتحاد بین المسلمین کا مطلب پوری طرح واضح ہے۔ یہ مسلمانوں کے لئے موت وحیات کا مسئلہ ہے۔ یہ کوئی نعرہ نہیں، یہ کوئی معمولی بات نہیں ہے۔ مسلم معاشروں کو ایک دوسرے کے قریب آنے اور قدم سے قدم ملا کر آگے بڑھنے کی سنجیدہ کوشش کرنی چاہئے۔ البتہ اتحاد ایک پیچیدہ مسئلہ ہے، اتحاد قائم کرنا ایک دشوار کام ہے لیکن مسلم اقوام کا اتحاد ان کے مکاتب فکر میں تنوع کے ساتھ ممکن ہے، ان کا طرز زندگی الگ الگ ہے ان کے آداب ورسومات مختلف ہیں، ان کی فقہ الگ الگ ہے لیکن ان میں اتحاد ہوسکتا ہے۔ مسلم اقوام کے درمیان اتحاد کا مطلب یہ ہے کہ عالم اسلام سے متعلق مسائل کے سلسلے میں ایک دوسرے سے ہم آہنگی بنائے رکھیں، ایک ہی سمت میں بڑھیں، ایک دوسرے کی مدد کریں اور قوموں کے اندرونی وسائل کو ایک دوسرے کے خلاف استعمال نہ کریں۔

❁ ❁ ❁ ❁ ❁ ❁

اسلامی اتحاد اور عالم اسلام میں تفرقے کے خطرات

میری تمنا یہ ہے کہ میری زندگی اتحاد بین المسلمین کی راہ میں گزرے اور میری موت بھی مسلمانوں کے اتحاد کی راہ میں واقع ہو۔

امت مسلمہ کا مقام اور توانائیاں

ہمدلی اور باہمی اخوت کے جذبے سے سرشار یہ قومیں جو سیاہ فام، سفید فام اور زرد فام نسلوں پر مشتمل ہیں اور جو درجنوں مختلف زبانوں سے تعلق رکھتی ہیں، سب کی سب خود کو عظیم امت مسلمہ کا جز جانتی اور اس پر فخر کرتی ہیں۔ سب ہر دن ایک ہی مرکز کی سمت رخ کر کے بیک آواز اللہ تعالی سے راز و نیاز کرتی ہیں، سب کو ایک ہی آسمانی کتاب سے درس والہام ملتا ہے۔

یہ عظیم مجموعہ جس کا نام مسلم امہ ہے بے حد قیمتی ثقافت اور باعظمت میراث کے ساتھ اور بے مثال درخشندگی اور بارآوری کے ساتھ، تنوع اور رنگارنگی کے باوجود بڑی حیرت انگیز یکسانیت اور یگانگت سے بہرہ مند ہے جو اسلام کی گیرائی ونفوذ، اس کی خاص اور خالص وحدانیت کے باعث اس (عظیم پیکر) کے تمام اجزا، ستونوں اور پہلوؤں میں نمایاں وجلوہ فگن ہے۔

امت مسلمہ کے پاس اپنے وجود اور اپنے حقوق کے دفاع کے تمام وسائل موجود ہیں۔ مسلمانوں کی آبادی بہت بڑی ہے۔ ان کے پاس عظیم قدرتی دولت ہے۔ ان میں نمایاں ہستیاں اور روحانی سرمائے سے مالا مال شخصیات ہیں جو لوگوں میں توسیع پسندوں کے سامنے ڈٹ جانے کا حوصلہ و جذبہ پیدا کرتی ہیں۔ مسلمانوں کے پاس قدیم تہذیب و تمدن ہے جو دنیا میں کم نظیر ہے، ان کے پاس لامحدود وسائل ہیں، بنابریں صلاحیت کے اعتبار سے مسلمان اپنے دفاع پر قادر ہیں۔ عالم اسلام کو آج اپنے عز و وقار کے لئے قدم بڑھانا چاہئے، اپنی خودمختاری کے لئے مجاہدت کرنا چاہئے، اپنے علمی ارتقاء اور روحانی طاقت و توانائی یعنی دین سے تمسک، اللہ کی ذات پر توکل اور نصرت پروردگار پر تیقن کے لئے کوشش کرنا چاہئے۔

''وعداتك لعبادك منجزة''

اپنے بندوں سے کیا جانے والا تیرا وعدہ بالیقین پورا ہونے والا ہے۔[۱]

یہ وعدہ الٰہی ہے۔ یہ حتمی وعدہ الٰہی ہے کہ''

وَلَيَنْصُرَنَّ اللّٰهُ مَنْ يَّنْصُرُهٗ ؕ

اللہ اس کی مدد کرے گا جو اللہ کی نصرت کرے گا۔[۲]

اس وعدے پر یقین کامل کے ساتھ میدان عمل میں قدم رکھیں۔ میدان عمل میں قدم رکھنے سے مراد صرف یہ نہیں کہ بندوق اٹھالی جائے۔ اس سے مراد فکری عمل ہے، عقلی عمل ہے، علمی عمل ہے، سماجی عمل ہے، سیاسی عمل ہے۔ یہ سب کچھ اللہ تعالی کے لئے اور عالم اسلام کے اتحاد کی راہ میں انجام پائے۔ اس سے قوموں کو بھی فائدہ پہنچے گا اور اسلامی حکومتوں کو بھی ثمرہ حاصل ہوگا۔

---

[۱] وسائل الشیعہ ج14 ص395

[۲] سورۂ حج:40

اسلامی اتحاد و یکجہتی کا مفہوم

اتحاد کا معنی و مفہوم بہت آسان اور واضح ہے۔ اس سے مراد ہے مسلمان فرقوں کا باہمی تعاون اور آپس میں ٹکراؤ اور تنازعے سے گریز۔ اتحاد بین المسلمین سے مراد یہ ہے کہ ایک دوسرے کی نفی نہ کریں، ایک دوسرے کے خلاف دشمن کی مدد نہ کریں اور نہ آپس میں ایک دوسرے پر ظالمانہ انداز میں تسلط قائم کریں۔

مسلمان قوموں کے درمیان اتحاد کا مفہوم یہ ہے کہ عالم اسلام سے متعلق مسائل کے سلسلے میں ایک ساتھ حرکت کریں، ایک دوسرے کی مدد کریں اور ان قوموں کے درمیان پائے جانے والے ایک دوسرے کے سرمائے اور دولت کو ایک دوسرے کے خلاف استعمال نہ ہونے دیں۔

اتحاد بین المسلمین کا مطلب مختلف فرقوں کا اپنے مخصوص فقہی اور اعتقادی امور سے اعراض اور روگردانی نہیں ہے بلکہ اتحاد بین المسلمین کے دو مفہوم ہیں اور ان دونوں کو عملی جامہ پہنانے کی ضرورت ہے۔ پہلا مفہوم یہ کہ گونا گوں اسلامی مکاتب فکر، جن کے اندر بھی کئی ذیلی فقہی اور اعتقادی فرقے ہوتے ہیں، دشمنان اسلام کے مقابلے میں حقیقی معنی میں آپس میں تعاون اور ایک دوسرے کی اعانت کریں اور ہم خیالی اور ہمدلی برقرار کریں۔

دوسرے یہ کہ مسلمانوں کے مختلف فرقے خود کو ایک دوسرے کے قریب لانے کی کوشش کریں، ہم خیالی پیدا کریں، مختلف فقہی مکاتب کا جائزہ لیکر ان کے اشتراکات کی نشاندہی کریں۔ علما و فقہا کے بہت سے فتوے ایسے ہیں جو عالمانہ فقہی بحثوں کے ذریعے اور بہت معمولی سی تبدیلی کے ساتھ دو فرقوں کے ایسے فتوے میں تبدیل ہو سکتے ہیں جو ایک دوسرے کے بہت قریب ہوں۔

❁ ❁ ❁ ❁ ❁ ❁

اتّحادِ اسلامی، ائمّہ طاہرینؑ کی سیرت کے آئینہ میں

سنت وسیرت معصومین علیہم السلام دلوں کی پاکیزگی اور اتحاد

امیر المومنین علی ابن ابی طالب علیہ السلام نے اپنے فرزندوں حضرت امام حسن اور حضرت امام حسین علیہما السلام کو جو وصیت فرمائی اس کے دوسرے حصے میں تیسراا ہم نکتہ ہے ''صلاح ذات بین''، یعنی ایک دوسرے کے ساتھ محبت آمیز برتاؤ رکھیں، ایک دوسرے کی طرف سے دل صاف رکھیں، اتحاد قائم رکھیں اور آپ دونوں کے درمیان اختلاف اور دوری پیدا نہ ہونے پائے۔ آپ نے اس جملے کو بیان کرنے کے ساتھ ہی اسی مناسبت سے ایک حدیث نبوی بھی نقل کی۔ اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ اس مسئلے پر آپ خصوصی تاکید کرنا چاہتے ہیں اور اس سلسلے میں آپ فکر مند ہیں۔ ''صلاح ذات بین'' کی اہمیت تمام امور کو منظم رکھنے سے (جس پر حضرت امیر المومنین علیہ السلام نے خاص تاکید فرمائی ہے) کم نہیں ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ ''صلاح ذات بین'' کے لئے خطرات زیادہ ہیں۔ چنانچہ ایک حدیث نقل کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ میں نے تمہارے نانا کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ

صلاح ذات البین افضل من عامة الصلاة و الصیام

آپس میں بھائی چارہ اور میل محبت اور لوگوں کے درمیان

انسیت والفت ہر نماز و روزے سے بہتر ہے۔ [1]

آپ نے یہ نہیں فرمایا کہ ''تمام روزوں اور نمازوں سے بہتر ہے'' بلکہ ارشاد فرمایا کہ ''ہر نماز اور روزے سے بہتر ہے''، یعنی تم اپنے نماز اور روزے کی فکر میں رہنا چاہتے ہو لیکن ایک کام ایسا ہے جو ان دونوں سے افضل ہے۔ وہ کیا ہے؟ وہ ''صلاح ذات البین'' ہے۔ اگر آپ نے دیکھا کہ امت مسلمہ میں کہیں اختلاف اور شگاف پیدا ہو رہا ہے تو فوراً آگے بڑھ کر اس خلیج کو ختم کیجئے۔ اس کی فضیلت نماز روزے سے زیادہ ہے۔

برادر دینی اور شریک انسانیت

اسلام کا پیغام اتحاد، تحفظ اور اخوت کا پیغام ہے۔ امیر المومنین علیہ الصلاۃ و السلام کا ایک یادگار جملہ ہے جو تمام انسانوں کے سلسلے میں آپ نے ارشاد فرمایا ہے۔ آپ فرماتے ہیں کہ یہ انسان جو تمہارے سامنے ہے یا تمہارا دینی بھائی ہے یا پھر خلقت میں تمہارا شریک ہے، بہرحال وہ بھی ایک انسان ہے۔ تمام انسانوں کو آپس میں متحد اور مہربان رہنا چاہئے۔ یہ چیز کسی ایک گروہ اور ایک دستے سے مخصوص نہیں ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اسلام نے مسلمانوں کو حکم دیا ہے کہ جو افراد دین و عقیدے کے لحاظ سے تم سے مختلف ہیں ان کے ساتھ بھی اچھا سلوک رکھا جائے۔

لَا يَنْهٰىكُمُ اللّٰهُ عَنِ الَّذِيْنَ لَمْ يُقَاتِلُوْكُمْ فِي الدِّيْنِ وَلَمْ
يُخْرِجُوْكُمْ مِّنْ دِيَارِكُمْ اَنْ تَبَرُّوْهُمْ وَتُقْسِطُوْٓا اِلَيْهِمْ ۭ
اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُقْسِطِيْنَ ۝۸

اللہ تمہیں ان لوگوں کے ساتھ جنہوں نے دین کے معاملے میں
تم سے قتال نہیں کیا اور تمہیں تمہارے گھروں سے باہر نہیں نکالا، نیکی
اور بھلائی اور ان کے ساتھ انصاف کرنے سے نہیں روکتا، بے شک

---

[1] کافی ج4 ص51 باب صدقات النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

اللہ انصاف کرنے والوں کو پسند کرتا ہے، [1]

یہ ہے اسلامی روش۔ یعنی جو شخص فکری لحاظ سے تم سے الگ ہے اور ایک الگ عقیدہ رکھتا ہے وہ اپنے اس عقیدے کی وجہ سے یہاں (اس دنیا میں) سزا پانے کا مستحق نہیں ہے اور نہ اس کی ذمہ داری تم پر ہے۔

والحکم اللہ والمعود الیہ القیامۃ

داور وقاضی خدا ہے اور قیامت اس کی وعدہ گاہ ہے [2]

یہ بھی امیر المومنین علیہ السلام کا کلام ہے۔ آپ کا واسطہ ایسے انسان سے ہے جو تمہارا ہم عقیدہ اور تمہارا بھائی ہے اور اگر ہم عقیدہ نہیں تو خلقت میں تمہارا شریک ہے۔

اسلامی جمہوریہ ایران

دشمن نے اسلامی معاشرے میں شگاف و اختلاف پیدا کرنے کے لئے متعدد حربے آزمائے لیکن آج اسے ایک ایسی بے مثال حقیقت کا سامنا ہے جو تمام مسلمانوں کے اتحاد کا مرکز بن گئی ہے۔ یہ حقیقت ہے ''اسلامی جمہوریہ'' یہ بلند پرچم اور یہ ہمہ گیر آواز ایک نئی شئے ہے، اس کا آئین، اس کے نعرے اور اس کا عمل اسلام کے مطابق ہے اور فطری طور پر دنیا بھر میں مسلمانوں کے دل اس کے لئے دھڑکتے ہیں۔ آج دنیا میں کوئی بھی خطہ اس سنجیدگی اور دلجمعی کے ساتھ احکام اسلامی کے نفاذ کی خاطر کوشاں نہیں ہے۔ میری مراد قومیں نہیں ہیں، مسلمان قومیں تو خیر ہر جگہ ہی اسلام کے عشق میں غلطاں اور اسلام کی ہر خدمت کے لئے آمادہ ہیں۔ میری مراد وہ پالیسیاں، وہ نظام اور وہ حکومتیں ہیں جنہوں نے اپنا کام اسلام کے نام سے شروع تو کیا تھا لیکن جب انہیں عالمی سطح پر حملوں کا سامنا کرنا پڑا تو انہوں نے پسپائی اختیار کر لی۔

---

[1] سورۂ ممتحنہ: 8

[2] بحار الانوار ج29 ص485

ایران میں اسلامی انقلاب کی کامیابی اور پورے عالم اسلام میں اس نئی فکر کی ترویج کے بعد اس ہمہ گیر اسلامی موج کا مقابلہ کرنے کے لئے سامراج نے ایک حربہ یہ اپنایا کہ اس نے ایک طرف تو ایران کے اسلامی انقلاب کو ایک شیعہ تحریک یعنی ایک عام اسلامی تحریک نہیں ایک فرقہ وارانہ تحریک ظاہر کرنے کی کوشش کی اور دوسری طرف شیعہ سنی اختلاف اور شقاق کو ہوا دینے پر توجہ مرکوز کی۔ ہم نے شروع سے ہی اس شیطانی سازش کو محسوس کرتے ہوئے ہمیشہ اسلامی فرقوں کے درمیان اتفاق و یکجہتی پر زور دیا اور یہ کوشش کی ہے کہ اس فتنہ انگیزی کو دبائیں، اللہ کے فضل و کرم سے ہمیں بڑی کامیابیاں بھی ملیں جن میں ایک ''تقریب مذاہب اسلامی عالمی کونسل'' کی تشکیل ہے۔ اسلامی جمہوریہ ایران نے اوائل انقلاب سے آج تک مسلمان ممالک کو اتحاد کی دعوت دی ہے۔ ایران نے اسلامی حکومتوں کے ساتھ دوستانہ اور برادرانہ تعلقات قائم کرنے کی اگر بلا وقفہ کوششیں کی ہیں تو اس کی وجہ یہ ہرگز نہیں کہ ایران کی حکومت یا عوام کو اس ہمراہی کی احتیاج اور ضرورت ہے۔ نہیں، یہ کوششیں صرف اس لئے تھیں کہ اس رابطے سے پورے عالم اسلام کو فائدہ پہنچے۔

❁ ❁ ❁ ❁ ❁ ❁

اسلامی اتحاد و یکجہتی کے ثمرات

مسلمانوں کی فتح و کامرانی اور عزت و وقار

مسلمان قوموں کو چاہئے کہ اپنی طاقت و توانائی کو، جو درحقیقت ان کے ایمان اور اسلامی ممالک کے باہمی اتحاد کی طاقت ہے، پہچانیں اور اس پر تکیہ کریں۔ اسلامی ممالک اگر ایک دوسرے کے ہاتھ میں ہاتھ دیں تو ایک ایسی طاقت معرض وجود میں آ جائے گی کہ دشمن اس کے سامنے کھڑے ہونے کی جرأت نہیں کر پائے گا اور ان ملکوں سے تحکمانہ انداز میں بات نہیں کر سکے گا۔ اگر مسلمان ایک دوسرے کا ہاتھ تھام لیں اور اپنے اندر اپنائیت کا جذبہ پیدا کر لیں، ان کے عقائد میں اختلاف ہو تب بھی وہ دشمن کے آلہ کار نہ بنیں تو عالم اسلام کی سربلندی بالکل یقینی ہوگی۔

قومیں جہاں کہیں بھی میدان عمل میں اتر چکی ہیں، وہ اپنی اس موجودگی کو جاری رکھیں اور اس راہ میں پیش آنے والی مشکلات کو برداشت کریں تو امریکہ ہو یا امریکا جیسا کوئی دوسرا ملک ان کے خلاف اپنی منمانی نہیں کر سکیں گے، فتح قوموں کا مقدر ہوگی۔ یہ ایک حقیقت ہے۔ عالم اسلام اگر مسلم امہ کی حرکت کو فتح و کامرانی کی سمت صحیح انداز سے جاری رکھنا چاہتا ہے تو کچھ ذمہ داریاں تو اسے قبول کرنی ہی پڑیں گی۔ ان ذمہ داریوں میں سب سے پہلا نمبر ہے اتحاد کا۔

مشکلات پر غلبہ

اگر مسلمان متحد ہو جائیں، اگر ان میں بیداری آ جائے، اگر وہ اپنی طاقت سے آشنا ہو جائیں، اگر انہیں یقین ہو جائے کہ موجودہ صورت حال کو تبدیل کیا جا سکتا ہے اور اپنی سرنوشت اور اپنے مستقبل کے امور کو ہاتھ میں لیا جا سکتا ہے اور اگر وہ دیکھ لیں کہ عظیم ملت ایران کی مانند بعض قوموں نے کس طرح اپنے مستقبل کو اپنے ہاتھ میں لیا ہے، اگر وہ بڑی طاقتوں کے زیرنگیں نہ رہیں تو کوئی وجہ نہیں کہ عالم اسلام کی مشکلات کا خاتمہ نہ ہو۔ اس وقت سب سے بنیادی چیز یہی ہے۔

نہ التماس وخوشا آمد، نہ سر جھکانا، نہ مذاکرات اور نہ وہ راستے جن کی تجویز بعض لوگوں نے بڑے سادہ لوحانہ انداز میں مسلمانوں کے سامنے پیش کر دی ہے۔ ان میں سے کوئی بھی مسلمانوں کی نجات کا راستہ اور ان کی مشکلات کا حل نہیں ہے۔ راہ حل بس ایک ہے اور وہ ہے اتحاد بین المسلمین، اسلام، اسلامی اصولوں اور اسلامی اقدار پر ثابت قدمی، دباؤ اور مخالفتوں کا مقابلہ اور دراز مدت میں دشمن پر عرصہ حیات تنگ کر دینا۔

آج عالم اسلام کے لئے واحد راہ حل اسلام، روحانیت اور اسلامی احکام کی سمت واپسی اور دوسرے اتحاد بین المسلمین ہے، یہ اتحاد بھی اسلام کے احکامات اور تعلیمات کا ہی جز ہے۔ اسلام نے مسلمانوں کے اتحاد اور ان کے درمیان کدورت و بغض و کینے کو راہ نہ دیئے جانے پر خاص تاکید کی ہے۔

معاشی اور سیاسی قدرت میں اضافہ

اسلامی ممالک کے درمیان مفادات کا ٹکراؤ نہیں ہے۔ ایک اسلامی اتحاد اور ایک اسلامی بلاک سب کے لئے مفید اور اچھا ہے، کسی مخصوص گروہ کے لئے نہیں۔ عالم اسلام کے بڑے ممالک بھی اسلامی بلاک اور اتحاد سے فائدہ حاصل کر سکتے ہیں۔ یہ چیز سب کے فائدے میں ہے۔ بلاشبہ اگر بوسنیا کے مسلمانوں کو عالم اسلام کی حمایت حاصل نہ

ہوتی تو آج یورپ میں بوسنیائی مسلمانوں کا کوئی نام ونشان نہ ہوتا، ان کا صفایا ہو چکا ہوتا۔

موجودہ حالات میں عالم اسلام کے مغربی ترین علاقوں یعنی مغربی افریقہ سے لیکر عالم اسلام کے مشرقی ترین خطوں یعنی مشرقی ایشیا تک کا علاقہ مسلمان نشین علاقہ ہے۔ دنیا کے اہم ترین علاقے مسلمانوں کے پاس ہیں۔ اس کا ایک حصہ تو یہی خلیج فارس ہے، اس علاقے کے قدرتی ذخائر سے اپنی جھولی بھر کر لے جانے کے لئے پوری دنیا صف باندھے کھڑی ہے۔ پوری دنیا کو اس خطے کے تیل کی احتیاج ہے۔ اگر مسلمان آپس میں متحد ہ جائیں تو عالم اسلام کو بہت فائدہ پہنچ سکتا ہے۔

قیادت و اقتدار

موجودہ دور میں مسلمانوں کو متحد ہونے سے روکنے اور انہیں ایک دوسرے کے خلاف سرگرمیوں میں مصروف رکھنے کے لئے بہت بڑے پیانے پر کوششیں ہو رہی ہیں۔ یہ کوششیں اب جبکہ مسلمانوں کو ہمیشہ سے زیادہ اتحاد کی ضرورت ہے اور بھی تیز ہوگئی ہیں۔ تقریبا یقینی اندازہ یہ ہے کہ دشمنوں کی ان کوششوں کا مقصد اسلام کے اقتدار اور قائدانہ کردار کی دیرینہ خواہش کو جو عملی طور پر تکمیل کے نزدیک پہنچ گئی ہے پورا نہ ہونے دینا ہے۔ یہ تو فطری بات ہے کہ اگر اسلام کو دنیا میں برتری اور قائدانہ کردار دلانا ہے اور عالم اسلام میں مسلمان اپنے دین سے متمسک ہونے کا ارادہ کر چکے ہیں تو یہ ہدف ان اختلافات کے ساتھ پورا ہونے والا نہیں ہے۔ اسلام کی برتری اور اس کے قائدانہ کردار کا سد باب کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ اسلامی معاشروں میں خواہ وہ کوئی ایک ملک ہو یا متعدد اسلامی ممالک کے معاشرے ہوں، مسلمانوں کو ایک دوسرے کے خون کا پیاسا بنا دیا جائے۔

❋ ❋ ❋ ❋ ❋ ❋

تفرقے کے علل واسباب

شرک

شرک آمیز افکار انسانوں کو تقسیم کر دیتے ہیں۔جس معاشرے کی بنیاد مشرکانہ عقیدے پر ہو اس میں انسان ایک دوسرے سے جدا اور ایک دوسرے کے لئے اجنبی اور مختلف طبقات میں تقسیم ہوں گے۔ جب مشرک معاشرے میں سرآغاز وجود اور پورے عالم پر مسلط ومحیط ہستی سے انسانوں کے رابطے کا موضوع اٹھے گا تو فطری بات ہے کہ اس معاشرے کے انسان ایک دوسرے سے جدا ہوں گے کیونکہ کوئی ایک طبقہ کسی ایک خدا سے متعلق ہوگا تو دوسرا طبقہ کسی دوسرے خدا سے اور تیسرا طبقہ کسی تیسرے خدا سے۔جس معاشرے میں شرک کا بول بالا ہوگا وہاں انسانوں اور انسانی طبقات کے درمیان ایک ناقابل تسخیر دیوار اور کبھی نہ پٹنے والی خلیج ہوگی۔

شیطان

جہاں بھی مومنین اور اللہ تعالی کے صالح بندوں کے درمیان اختلاف نظر آ رہا ہے وہاں یقینا شیطان اور دشمن خدا کا عمل دخل ہے۔ جہاں بھی آپ کو اختلاف نظر آئے، آپ غور کریں تو آپ کو بڑی آسانی سے شیطان بھی نظر آ جائے گا۔ یا پھر وہ شیطان، جو ہمارے نفس کے اندر موجود ہے جسے نفس امارہ کہتے ہیں اور جو سب سے خطرناک شیطان

ہے،ہمیں دکھائی دے گا۔ بنابریں ہر اختلاف کے پس پردہ یا تو ہماری انانیت، جاہ طلبی اور مفاد پرستی ہے اور یا پھر خارجی اور ظاہری شیطان یعنی دشمن، سامراج اور ظالم طاقتوں کا ہاتھ کارفرما ہے۔

جہالت و کج فہمی

اگر آپ امت اسلامیہ کو تفرقے کا شکار دیکھ رہے ہیں تو اس کی وجہ یہ ہے کہ مسلمانوں کو صحیح طور پر اس کا ادراک نہیں ہے کہ اتحاد بھی دین کا جز ہے۔اب وہ دور ہے کہ جس میں امت اسلامیہ کو خواہ وہ سیاسی شخصیات ہوں، علمی ہستیاں ہوں یا دینی عمائدین اور یا پھر عوامی طبقات سب کو ہمیشہ سے زیادہ ہوشیار رہنا چاہیئے، دشمن کے حربوں کو پہچاننا اور اس کا مقابلہ کرنا چاہیئے۔ان کا ایک موثر ترین حربہ اختلاف کی آگ بھڑکانا ہے۔وہ پیسے خرچ کرکے اور مربوط سازشوں کے ذریعے اس کوشش میں ہیں کہ مسلمانوں کو آپسی اختلافات میں الجھائے رکھیں اور ہماری غفلتوں، کج فہمیوں اور تعصب کو استعمال کرکے ہمیں ایک دوسرے کی نابودی پر مامور کردیں۔

آج بعض مکاتب فکر میں تنگ نظری دکھائی دیتی ہے۔ وہ اپنے علاوہ پورے عالم اسلام کو کافر سمجھتے ہیں۔ جسے بھی پیغمبر اسلام سے عشق ومحبت ہے وہ کافر ہے؟!اس تنگ نظری کے عوامل کیا ہیں؟ ہمیں تو بے حد خوشی ہوگی کہ ان اختلافات سے بالاتر ہوکر ایک دوسرے کا ہاتھ گرمجوشی سے تھامیں اور ایک دوسرے کی مدد کریں۔

نسلی تعصب

کبھی ایسا ہوتا ہے کہ مسلمان قوموں کے درمیان قومیت، قومی، لسانی اور اسی جیسے دوسرے پہلوؤں پر زور دیا جاتا ہے۔ بالکل واضح ہے کہ یہ حالت امت اسلامیہ کے ایک دوسرے سے الگ ہونے کے عمل کی شروعات کی علامت ہے۔ہم نے دیکھا کہ اسی ملک میں گذشتہ (شاہی) حکومت کے دور میں کس طرح نسل، حسب ونسب اور خون سے متعلق

غلط افسانوں اور خیالات کی جانب بازگشت اور فارسیت اور ایرانیت کا مسئلہ کس زور وشور سے اٹھایا گیا۔ اس کی وجہ کیا تھی؟ ملت ایران کو اس سے کیا فائدہ پہنچ سکتا تھا؟ ضرر وزیاں کے علاوہ اس کا کوئی نتیجہ نہیں ہوسکتا تھا۔ سب سے بڑا نقصان یہ تھا کہ اس سے دیگر اسلامی قوموں کے مقابلے میں ملت ایران کے اندر علیحدگی پسندی کا جذبہ پیدا ہوا اور دوسری قوموں کے ساتھ اس قوم کی کشیدگی شروع ہوئی۔ یہی کام عرب قوموں کے ساتھ کیا گیا اور یہی چال علاقے کی دیگر قومیتوں کے ساتھ بھی چلی گئی اور آج بھی چلی جارہی ہے۔

صاحبان اقتدار

مسلمان فرقوں اور مسلکوں کے درمیان صدیوں قبل سے آج تک اختلافات، ٹکراؤ، تنازعہ اور تضاد جاری رہا ہے اور ان اختلافات کا نقصان ہمیشہ مسلمانوں کو پہنچا ہے۔ تاریخ اسلام میں ان اختلافات اور تنازعات کے بہت بڑے حصے کی ساری ذمہ داری مادی طاقتوں کی ہے۔ ابتدائی اختلافات یعنی قرآن کے مخلوق ہونے یا نہ ہونے اور اسی جیسے دوسرے مسائل سے لیکر دیگر اختلافی موضوعات تک جو طول تاریخ میں اسلامی فرقوں کے مابین خاص طور پر شیعہ اور سنی فرقوں کے درمیان نظر آتے ہیں تقریبا تمام اسلامی خطوں میں ان اختلافات کے تار سیاسی طاقتوں سے جڑے ہوئے نظر آتے ہیں۔ البتہ عمومی جہالت، عقل ومنطق سے خالی تعصب اور ایک دوسرے کے اختلافات کو برانگیختہ کرنے کا بھی بہت اثر پڑتا ہے لیکن یہ سب کچھ مقدمہ ہے اور صرف انہی عوامل کی بنیاد پر تاریخ کے وہ اندوہناک واقعات رونما نہیں ہو سکتے تھے۔ ان بڑے سانحوں کی ذمہ داری زمانے کی طاقتوں پر ہے جنہوں نے ان اختلافات سے فائدہ اٹھانے کی کوشش کی۔ جب استعمار اسلامی ممالک میں براہ راست یا بالواسطہ طور پر گھس آیا تو واضح ہوگیا کہ اس کی نظریں بھی اسی ہدف پر ٹکی ہوئی ہیں۔

عالم اسلام میں اختلافات اور تفرقہ پیدا کرنے والے حلقے

آج دنیا میں ''مسجد ضرار'' (وہ مسجد جہاں بیٹھ کر منافقین مسلمانوں کے خلاف سازشیں تیار کرتے تھے وحی الٰہی سے پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو منافقین کی سازش کا علم ہوا اور آپ کو پتہ چلا کہ ''مسجد ضرار'' کی تعمیر مسلمانوں کے درمیان تفرقہ ڈالنے کے لئے کی گئی ہے چنانچہ آپ نے اس مسجد کو مسمار کر دینے کا حکم دیا) کی تعمیر کے لئے پیسے خرچ کئے جا رہے ہیں۔ آج مسلمانوں کے اتحاد پر ضرب لگانے اور اسلامی فرقوں کے درمیان اختلاف اور تنازعے کو ہوا دینے کے مقصد سے مراکز اور ادارے قائم کرنے کے لئے پیسے خرچ کئے جا رہے ہیں۔ کچھ شیطان صفت افراد ہیں جو بالکل اسی طرح جیسے اس نے اللہ سے کہا تھا کہ ''وَلَأُغْوِيَنَّهُمْ أَجْمَعِينَ'' (اور یقینا میں ان سب کو گمراہ کروں گا [1]) اور اس نے اپنے وجود کو بندگان خدا کو بہکانے اور گمراہ کرنے کے لئے وقف کر دیا، ان افراد نے بھی خود کو اختلافات پیدا کرنے کے لئے وقف کر رکھا ہے۔

اسلامی بیداری کا مظہر وہ افراد نہیں جو آج عالم اسلام میں دہشت گردی کی تصویر بنے ہوئے ہیں۔ جو لوگ عراق میں مجرمانہ کارروائیاں کر رہے ہیں، جو لوگ عالم اسلام میں اسلام کے نام پر مسلمانوں کے خلاف سرگرمیاں انجام دے رہے ہیں، جو لوگ شیعہ سنی کے نام پر یا نسل پرستی کے نام پر مسلمانوں کے بیچ فتنہ و فساد پھیلانے کو اپنا فرض اولیں سمجھتے ہیں وہ ہرگز اسلامی بیداری کا نمونہ اور آئینہ نہیں قرار پا سکتے، یہ بات تو خود سامراجی طاقتیں بھی جانتی ہیں۔ جو لوگ رجعت پسند اور دہشت گرد گروہوں کے ذریعے مغربی دنیا میں اسلام کو متعارف کرانے کی کوشش کر رہے ہیں انہیں بھی معلوم ہے کہ حقیقت اس سے الگ ہے۔

آج عالم اسلام کے اندر بعض تفرقہ انگیز عناصر اہل بیت علیہم السلام کے مکتب فکر اور تعلیمات کی شبیہ خراب کرنے کی کوشش کر رہے ہیں، ان کی ایسی تصویر کشی کرنے کی

---

[1] سورۂ حجر:39

کوشش کررہے ہیں جوحقیقت سے بالکل پرے ہے۔آج مختلف مما لک میں بڑی طاقتوں کے ہاتھوں بکے ہوئے درباری علماء شیعوں کے خلاف کفر کےفتوے دے رہے ہیں۔شیعہ سنی اختلاف آج امریکہ کا سب سے مرغوب ہدف ہے، عالمی تسلط پسندانہ نظام کا اہم ہدف ہےاوران کی آلہ کار حکومتوں کا بنیادی مقصد ہے۔

بعض اسلامی حکومتیں

یہ بے پناہ زمین دوز ذخائر، یہ قدرتی دولت اور یہ بے شمار ہتھیار اسلامی مما لک اورمسلمان معاشروں کے پاس ہیں۔ہم اپنا دفاع کرنے پر قادر کیوں نہیں ہیں؟اس لئے کہ ہم متحد نہیں ہیں۔ہم متحد کیوں نہیں ہیں؟اس لئے کہ جن حکومتوں کو اتحاد کی ضمانت فراہم کرنا چاہئے ان کے اہداف کچھ اور ہی ہیں،قوم پرستانہ اہداف، کفر آلود اہداف اور غیر اسلامی اہداف۔ البتہ قوموں کے دل ایک ساتھ ہیں۔کون سی دو قومیں ہیں جن میں ایک دوسرے کے لئے کینہ ونفرت ہو؟ آٹھ سالہ جنگ کے بعد ملت ایران اور ملت عراق کی آغوش ایک دوسرے کے لئے کھلی ہوئی ہے۔ جنگ کا تعلق قوموں سے نہیں ہے، اختلافات سے قوموں کا کچھ لینا دینا نہیں ہے، یہ سارا کیا دھرا حکومتوں کا ہوتا ہے جن کے پیش نظر غیر اسلامی اہداف ہوتے ہیں۔اس کا علاج کیا جانا چاہئے

مسلمانوں کے مفادات سے علمائے اسلام کی لاتعلقی!

حقیقت یہ ہے کہ ایک ہزار سال تک شیعہ اورسنی فرقوں کولڑوایا گیا، انہوں نے ایک دوسرے کے خلاف کتابیں لکھیں، ایک دوسرے کے مقدسات کی توہین کی۔ مسلمانوں بشمول شیعہ سنی کے درمیان اختلافات کی ذہنیت موجود ہے۔دشمن مسلمانوں کے ان دونوں بڑے فرقوں کے مابین اختلافات کی آگ بھڑکانے کے لئے اسی ذہنیت کا فائدہ اٹھانے کی کوشش کرے گا۔ چنانچہ بعض اسلامی مما لک میں کبھی شیعہ اہل علم کو سنی حضرات کے جذبات کو برانگیختہ کرنے والا بیان دینے کے لئے تیار کیا جاتا ہےاور کبھی سنی عالم دین کو

ایسا بیان دینے کے لئے اکسایا جاتا ہے جس سے شیعہ فرقے کے جذبات مجروح ہوتے ہوں۔بعض اسلامی ممالک میں بدقسمتی سے یہ سلسلہ دیکھنے میں آ رہا ہے۔اگر اس سلسلے میں علماء اپنی ذمہ داری کو محسوس کریں اور اپنے فریضے کو پہچانیں اور اس بات پر اکتفا نہ کریں کہ حقیقت خود ان کی نظر میں واضح ہے، وہ اس بات پر اکتفا نہ کریں کہ شخصی طور پر شیعہ فرقے سے ان کے اپنے برادرانہ تعلقات ہیں بلکہ تمام لوگوں کو اس اسلامی اخوت و برادری کا درس دیں، اس کی تلقین کریں اور دشمنوں کی سازشوں سے انہیں آگاہ کریں، اگر یہ کام انجام دیا جائے تو عوامی سطح پر بروئے کار لائے جانے والے دشمن کے حربوں کی کوئی گنجائش ہی باقی نہیں رہے گی۔

اغیار سے وابستہ عناصر

بدقسمتی سے عالم اسلام میں ایسے عناصر پائے جاتے ہیں جو امریکہ اور سامراجی طاقتوں کی قربت حاصل کرنے کے لئے کچھ بھی کر گزرنے اور شیعہ سنی اختلافات کو ہوا دینے کے لئے تیار ہیں۔ میں اس وقت ایران کے بعض ہمسایہ ممالک میں کچھ ایسے ہاتھوں کا مشاہدہ کر رہا ہوں جو بڑے منظم طریقے سے اور عمدی طور پر شیعہ سنی فساد برپا کرنے کے درپے ہیں، مسلکوں، قومیتوں کو ایک دوسرے سے دور کر رہے ہیں اور سیاسی حلقوں کو آپس میں دست بگریباں کر رہے ہیں تا کہ گدلے پانی سے اپنے مفادات کی مچھلیوں کا شکار کر سکیں اور اسلامی ممالک میں اپنے ناجائز اہداف کو پایہ تکمیل تک پہنچائیں۔ہمیں ہوشیار رہنا چاہئے۔قومیں، حکومتیں، تمام مسلمان، سیاسی حلقے، روشن خیال افراد اور سرکردہ شخصیات کو چاہئے کہ دشمن کی اس سازش کی جانب سے ہوشیار رہیں اور مختلف بہانوں سے اختلاف بھڑکانے کی دشمن کی کوششوں کو کامیاب نہ ہونے دیں۔

جعلی مسلک

علمائے اسلام بہت ہوشیار رہیں، آپ اتحاد کو پارہ پارہ کر دینے والے ان جعلی

مسلکوں کی جانب سے بہت ہوشیار رہئے۔ تیل سے ملنے والے ان ڈالروں سے جو تفرقہ کے لئے استعمال ہو رہے ہیں بہت زیادہ محتاط رہئے۔ ان بکے ہوئے پلید ہاتھوں کی جانب سے جو مسلمانوں کے اتحاد کے ''عروۃ الوثقیٰ'' کو پارہ پارہ کر دینے کے در پے ہیں محتاط رہئے۔ ان کا مقابلہ کیجئے۔ یہی اتحاد سے لگاؤ اور اسلامی اتحاد کی راہ پر چلنے کا تقاضہ ہے۔ اس کے بغیر (اتحاد) ممکن ہی نہیں ہے۔

اختلاف و شگاف کی ان دراز مدت سازشوں نے جو سو، دو سو یا پانچ سو سال سے جاری ہیں سامراجی مسلک پیدا کر دئے ہیں جو عالم اسلام کے پیکر عظیم میں ایسے زخم لگائیں جن کا آسانی سے مداوا نہ ہو سکے۔ مثال کے طور پر وہابیت اور بعض دیگر جعلی مسلک اور مکاتب جو عالم اسلام میں شگاف اور انتشار پیدا کرنے کے لئے وجود میں لائے گئے ہیں۔

شروع سے ہی وہابیت کو اسلامی اتحاد پر ضرب لگانے اور مسلم برادری کے درمیان اسرائیل جیسا اڈہ قائم کرنے کے لئے تیار کیا گیا۔ جس طرح اسلام پر ضرب لگانے کے لئے ایک ٹھکانے کے طور پر اسرائیل کی تشکیل عمل میں لائی گئی اسی طرح وہابیوں اور ان نجد کے حکمرانوں کی حکومت تیار کی گئی تا کہ اسلامی برادری کے اندر ان کا ایک محفوظ مرکز ہو جو ان سے وابستہ ہو اور آپ دیکھ رہے ہیں کہ یہی ہو رہا ہے۔

مقدسات کی توہین

اسلامی نظام کے نقطہ نگاہ سے ایک دوسرے کے مقدسات کی بے حرمتی ریڈ لائن کا درجہ رکھتی ہے۔ جو افراد نادانستہ طور پر، غفلت میں پڑ کر یا بعض اوقات اندھے اور نامعقول تعصب کی بنا پر، خواہ وہ شیعہ ہوں یا سنی، ایک دوسرے کے مقدسات کی بے حرمتی کرتے ہیں انہیں اس کا ادراک ہی نہیں ہے کہ وہ کر کیا رہے ہیں؟! دشمن کے بہترین حربے یہی افراد ہیں۔

شیعہ اور سنی دونوں ہی اپنے اپنے مذہبی پروگرام، اپنے اپنے طور طریقے اور اپنے

اپنے دینی امور انجام دیتے ہیں اور انہیں دینا بھی چاہئے۔ ریڈ لائن یہ ہے کہ ان کے درمیان مقدسات کی بے حرمتی کی بنا پر خواہ بعض شیعہ افراد غفلت میں پڑ کر اس کے مرتکب ہوں یا سنی حضرات جیسے سلفی اور دیگر مسلکوں کی جانب سے دیکھنے میں آتا ہے کہ ایک دوسرے کی نفی کرنے پر تلے رہتے ہیں، اس طرح کا کوئی کام انجام دیں تو یہ درحقیقت وہی چیز ہوگی جو دشمن کی مرضی کے مطابق ہے۔ ایسے مواقع پر آنکھیں کھلی رکھنے کی ضرورت ہے۔

قومی اختلافات کی آگ

انتہا پسندانہ قوم پرستی کے نتیجے میں پیدا ہونے والے قومی اختلافات زیادہ تر اغیار سے وابستہ روشن خیال افراد کی جانب سے بھڑکائے جاتے ہیں۔

اتحاد مخالف بعض عوامل جیسے قومی اختلافات، مذہبی اختلافات، مسلکی اختلافات، فرقہ وارانہ اختلافات اور سیاسی اختلافات کا موجود ہونا تقریبا ایک فطری امر ہے، اس کا مقابلہ کیا جانا چاہئے۔ انہی قومی، مسلکی، مذہبی اور فرقہ وارانہ اختلافات کی آڑ لیکر اسلام دشمن طاقتیں اپنی دائمی سازش کے تحت مسلمانوں کے درمیان اختلافات کو ہوا دیتی ہیں۔ ان اختلافات کے پیچھے دشمن کا ہاتھ، دشمن کی سازشیں اور دشمن کی چالیں صاف دکھائی دیتی ہیں۔ اس کا علاج ضروری ہے۔ تمام فرقوں کے اہل نظر حضرات کو چاہئے کہ مسلمانوں کے درمیان فتنہ کی آگ پھیلنے اور باہمی بھائی چارے اور محبت والفت کو مٹنے نہ دیں جو دشمنان اسلام کی کوشش ہے۔

❁ ❁ ❁ ❁ ❁ ❁

امت اسلامیہ میں تفرقے کے اندیشے

دشمنانِ اسلام کا طمع ولالچ

اس وقت عالم اسلام میں ہمیں درپیش سب سے بڑا خطرہ تفرقہ کا ہے۔ اگر ہم ایک دوسرے سے الگ الگ ہوں گے تو ہمیں دیکھ کر دشمن کے حوصلے بلند ہوں گے۔ عالم اسلام کی تمام حکومتوں اور مسلمان قوموں کو ہم اتحاد، وحدت اور قربت کی دعوت دیتے ہیں۔ اختلافات کو پس پشت ڈال دینا اور نظر انداز کرنا چاہئے۔ بعض اختلافات قابل حل ہیں، ہمیں چاہئے کہ مل بیٹھ کر انہیں حل کر لیں۔ بعض اختلافات ممکن ہے کہ کوتاہ مدت میں حل ہونے والے نہ ہوں، ان سے ہمیں چشم پوشی کر کے آگے بڑھ جانا چاہئے۔ یہ ٹھیک وہ چیز ہوگی جو امریکیوں اور صیہونیوں کو نقصان پہنچائے گی۔ اسی لئے ان سب نے اس کے لئے جان لگا دی ہے۔

امت اسلامیہ پر مظالم

اگر آج ملت فلسطین اس تلخ سرنوشت سے دوچار ہے، اگر آج ملت فلسطین کا پیکر خون میں غلطاں ہے اور اس قوم کا درد وغم تمام دردمند انسانوں کے دلوں کی گہرائیوں میں اتر گیا ہے تو یہ مسلمانوں کے اختلافات کا نتیجہ ہے۔ اگر اتحاد ہوتا تو آج یہ حالت نہ ہوتی۔ اگر اسلامی مملکت عراق قابضوں کے بوٹوں تلے روندی جا رہی ہے تو یہ مسلمانوں کے اختلافات

کا نتیجہ ہے، اگر آج مشرق وسطی کے ممالک امریکا کی مغرورانہ اور بدمستانہ دہاڑ کی زد پر ہیں تو یہ مسلمانوں کے اختلاف کی ہی وجہ سے ہے۔

تزلزل اور اسلام و مسلمین سے خیانت

جو بھی عالمی تسلط پسند طاقتوں سے مرعوب ہے وہ اس لئے ہے کہ اسے تنہائی اور پشت پناہی کے فقدان کا احساس ستا رہا ہے۔ اگر کوئی حکومت اور قوم مرعوب ہے تو اس کی بھی وجہ یہی ہے۔ اگر اسلامی حکومتوں اور قوموں میں ایک دوسرے کے لئے اپنائیت کے جذبات پیدا ہو جائیں تو حکومتیں پائیں گی کہ قومیں ان کی پشت پناہی کے لئے کھڑی ہوئی ہیں۔ قومیں یہ دیکھیں کہ حکومتیں حقوق کی بحالی کے لئے کوشاں ہیں، قومیں دیکھیں کہ وہ آپس میں بھائی بھائی ہیں۔ ان میں ہمدلی اور ہمفکری ہے تو اس کے نتیجے میں رعب و دہشت کی کوئی گنجائش نہیں رہے گی جو سامراج نے بعض قوموں اور سربراہان مملکت کے دلوں میں پیدا کر رکھی ہے۔ اتحاد کا سب سے پہلا ثمرہ یہ ہوتا ہے کہ انسان کے اندر طاقت و توانائی کا احساس ابھرتا ہے جبکہ انتشار کا سب سے پہلا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ انسان اندر سے کھوکھلا ہو کر رہ جاتا ہے۔ ''و تذھب ریحکم'' انسان بلکہ پوری ایک قوم اپنی شادابی اور تازگی سے محروم ہو جاتی ہے۔

اصلی دشمن سے غفلت

موجودہ دور عالم اسلام کے اتحاد کا دور ہے۔ اسی موجودہ کمزور اتحاد کو درہم برہم کر دینے کے لئے دشمن کتنی بڑی سرمایہ کاری کر رہا ہے۔ عراق اور دیگر اسلامی خطوں میں حالات انہی سازشوں کی زد پر ہیں۔ اسلامی جماعتوں، اسلامی فرقوں، اسلامی قومیتوں اور اسلامی قوموں کے درمیان مختلف بہانوں سے اختلافات پیدا کئے جا رہے ہیں۔ ایک ہے جو دوسرے کی جان کو آ گیا ہے اور دوسرا پہلے کو تہہ تیغ کئے دے رہا ہے۔ ایک کے دل میں دوسرے کا بغض بھرا ہوا ہے اور دوسرے کے دل میں پہلے کا کینہ ہے۔ نتیجہ اس کا یہ ہے کہ

مسلمان عالم اسلام کے اصلی دشمنوں، دنیا کے اس خطے پر تسلط اور غلبہ کے منصوبہ سازوں کی جانب سے غافل ہیں۔

ہر فرقے اور مسلک کے محبان قرآن و اسلام اگر اپنی بات میں سچے ہیں اور واقعی انہیں ہمدردی ہے اور چاہتے ہیں کہ قرآن کی عظمت اور اس کا وقار برقرار رہے تو انہیں یاد رکھنا چاہئے کہ بعض ممالک میں اختلافات پھیلانے کے لئے لٹائی جارہی یہ رقم یہ بکے ہوئے قلم اور زبانیں، اسلام کی سربلندی کی رکاوٹیں ہیں اور یہ دشمن کی کارستانیاں ہیں۔

❁ ❁ ❁ ❁ ❁ ❁

اتحاد کے قیام اور تقویت کے طریقے

اتحاد کے دو مراحل ہیں۔ ایک مرحلہ الفاظ اور بیان کا ہے جو آسان ہے، ایسا کوئی خاص مشکل نہیں۔ البتہ بعض لوگ ایسے ہیں جو یہ آسان کام کرنے کے لئے بھی آمادہ نہیں ہیں اور بعض افراد مسلمان فرقوں کے خلاف اعلانیہ کفر کے فتوے صادر کر رہے ہیں۔ موجود ہیں ایسے افراد جو اتحاد مسلمین اور اسلامی فرقوں کی یکجہتی کے باب میں ایک لفظ منہ سے نکالنے کے لئے تیار نہیں ہیں۔ بہر حال لفظی کوششوں کا مرحلہ بہت عام تو نہیں ہو سکا ہے لیکن بہر حال یہ کوئی مشکل اور دشوار مرحلہ نہیں ہے۔ دوسرا مرحلہ ہے عملی اقدام کا۔ اس کے لئے واقعی مجاہدت اور تندہی کی ضرورت ہے۔ بڑا سخت اور دشوار کام ہے لیکن یہ امر واجب ہے۔ بہت سے عناصر ہیں جو عمداً اتحاد کو نقصان پہنچانا چاہتے ہیں اور بڑے افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ اس راہ میں لٹائے جانے والے پیسے سے ان کی تقویت بھی ہو رہی ہے اور تیل کی قیمت کے طور پر ملنے والے ڈالر کی بہت بڑی مقدار اسی راہ میں خرچ ہو رہی ہے۔ بہر حال چونکہ موجودہ دور میں یہ (اتحاد کی عملی کوشش) واجب و لازم وضروری ہے اس لئے اس کی سختیوں اور دشواریوں کو برداشت کرنا ہے۔

ثقافتی طریقے

نبی اعظم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شخصیت کے پہلوؤں کی ترسیم

دنیا کے مسلمان نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اسم مبارک کے سائے میں زیادہ آسانی کے ساتھ متحد اور مجتمع ہو سکتے ہیں۔ یہ اس عظیم ذات کا کرشمہ ہے۔ میں نے بارہا عرض کیا ہے کہ "یہ عظیم ہستی مسلمانوں کے جذبات کا محور اور نقطہ اجتماع ہے، مسلمان کو اپنے پیغمبر سے الفت ہے" پالنے والے! تو خود گواہ ہے کہ ہمارے قلوب محبت رسول ﷺ سے سرشار ہیں۔ اس محبت کے ثمرات سے ہمیں مستفیض ہونا چاہئے۔ یہ محبت بڑی کارساز اور مشکل کشا ہے۔

علمائے اسلام، مسلم دانشور، مصنفین، شعراء اور عالم اسلام کے اہل فن حضرات کا عصری فریضہ ہے کہ جہاں تک ان سے ہو سکے نبی اکرم کی شخصیت اور اس مقدس وجود کی عظمت کے پہلوؤں کی مسلمانوں اور غیر مسلموں کے لئے تصویر کشی کریں۔ یہ امر امت اسلامیہ کے اتحاد اور امت کے نوجوانوں میں اس وقت اسلام کی جانب شدید رغبت کی لہر جو نظر آ رہی ہے اس کے سلسلے میں بہت مددگار ثابت ہوگا۔

اگر علمائے اسلام یہ قبول کرتے ہیں کہ قرآن کے مطابق "

وَمَآ اَرۡسَلۡنَا مِنۡ رَّسُوۡلٍ اِلَّا لِيُطَاعَ بِاِذۡنِ اللّٰهِ ؕ

ہم نے کسی بھی رسول کو مبعوث نہیں کیا، سوائے اس کے کہ اس کی اطاعت کی جائے۔ [1]

پیغمبر اس لئے نہیں آئے کہ وعظ و نصیحت کریں، کچھ بیان کریں اور امت اپنا کام کرتی رہے اور آپ کا احترام بھی کر لیا کرے۔ آپ اس لئے مبعوث کئے گئے کہ آپ کی اطاعت کی جائے، آپ معاشرے اور زندگی کی سمت و جہت کا تعین فرمائیں، نظام حکومت تشکیل دیں اور صحیح طرز زندگی کے اہداف کی جانب انسانوں کی ہدایت و رہنمائی کریں۔

---

[1] سورۂ النساء: 64

دشمن کے سلسلے میں ہوشیاری

قرآن کہتا ہے کہ "اے بیدار ذہن مسلمانو! دشمن کو کبھی بھی فراموش نہ کرو، تمہارے ذہن سے نکل نہ جائے کہ تمہارا دشمن موجود ہے، یہ نہ بھولو کے دشمن گھات لگائے بیٹھا ہے، یہ نہ بھولو کہ اگر تم نے پسپائی اختیار کی، اگر کمزوری کا مظاہرہ کیا تو دشمن وار کر بیٹھے گا"

دشمن ضرب لگانے کے لئے ہر راستہ آزماتا ہے، اقتصادی راستہ، ثقافتی راستہ، سیاسی راستہ اور سلامتی کا راستہ۔ مسلم امہ کو بیدار رہنا چاہئے۔

اَلَمۡ اَعۡهَدۡ اِلَيۡكُمۡ يٰبَنِىۡۤ اٰدَمَ اَنۡ لَّا تَعۡبُدُوا الشَّيۡطٰنَ ۚ اِنَّهٗ لَـكُمۡ عَدُوٌّ مُّبِيۡنٌ ۙ﴿۶۰﴾

اے بنی آدم کیا ہم نے تم سے یہ عہد نہیں لیا تھا کہ شیطان کی عبادت نہ کرنا کہ تمہارا کھلا ہوا دشمن ہے۔ [۱]

دشمن کے آگے ہتھیار نہ ڈال دیجئے، دشمن کو فراموش نہ کیجئے، یاد رکھئے کہ دشمن موجود ہے۔ اسی شیطان کے سلسلے میں اللہ تعالی اتنی زیادہ تاکید کے ساتھ فرماتا ہے کہ

اِنَّ كَيۡدَ الشَّيۡطٰنِ كَانَ ضَعِيۡفًا ۚ﴿۷۶﴾

شیطان کے مکر و حیلے کمزور ہیں۔ [۲]

یہی شیطان جس کی جانب سے بہت محتاط رہنا پڑتا ہے اور اگر احتیاط کا دامن چھوٹ جائے تو آپ پر اس کا وار چل جائے گا۔ ہاں اگر آپ بیدار ہیں، چوکنے ہیں، متحد ہیں، متوجہ ہیں اور اپنے فرائض پر عمل کر رہے ہیں تو پھر اس کا مکر و فریب بے حد کمزور ہوگا اور وہ کچھ بھی نہیں بگاڑ پائے گا۔

---

[۱] سورۂ یس:60

[۲] سورۂ النساء:76

اِنَّمَا سُلْطٰنُهٗ عَلَى الَّذِيْنَ يَتَوَلَّوْنَهٗ

اس کا غلبہ صرف ان لوگوں پر ہوتا ہے جنہوں نے اسے اپنا سرپرست بنالیا ہے۔[1]

شیطان کا زور ان پر چلتا ہے جو اس سے ڈرتے ہیں، اس سے خوف کھاتے ہیں، اس کو بہت بڑا سمجھتے ہیں۔ جو شخص اللہ تعالیٰ کی ذات پر تکیہ کئے ہوئے ہے اور جو بندہ خدا ہے اس سے تو خود شیطان کو ڈرنا پڑتا ہے۔

علمائے کرام کی ہم فکری و ہم خیالی

مختلف مسلکوں کے درمیان فقہی میدان میں نظریات کے تبادلے سے بہت سے فقہی مسائل میں ایک دوسرے کے قریب بلکہ مشترکہ فتوؤں تک پہنچا جا سکتا ہے۔ بعض اسلامی فرقوں کے ہاں فقہی میدان میں قابل قدر پیشرفت اور تحقیقات نظر آتی ہیں۔ ان سے دوسرے فرقے استفادہ کر سکتے ہیں۔ کبھی یہ بھی ممکن ہے کہ قرآن وسنت سے بعض احکام اور اسلامی امور کے استنباط میں بعض فرقوں کے پاس جدت عمل ہو جس سے دوسرے فرقے بھی مستفیض ہو سکتے ہیں اور اس راستے سے مشترکہ فتوے تک رسائی حاصل کی جا سکتی ہے۔ ہم دیکھتے ہیں کہ کسی فرقے کے حوالے سے کوئی فتویٰ نقل کیا جاتا ہے جبکہ وہ فتویٰ اس فرقے کا بہت ہی غیر معروف فتویٰ ہے جسے اس فرقے کے بہت کم افراد ہی مانتے ہیں۔ ممکن ہے کہ اس فرقے کے افراد اس فتوے کو زیادہ قابل اعتنا نہ سمجھیں اور ان کا اس پر کوئی اصرار نہ ہو۔ ہم مشترک فتوؤں کی نشاندہی کی کوشش کیوں نہ کریں؟

علماء کا فریضہ، حقائق پر روشنی ڈالنا

علمائے اسلام آگے بڑھیں اور اسلامی اتحاد کو عملی جامہ پہنائیں اور ایک ایسا

---

[1] نحل:100

منشور تیار کریں جس کی تائید اور جسے عملی جامہ پہنانے کی کوشش عالم اسلام کے تمام روشن خیال حضرات، تمام سرکردہ اور مخلص سیاسی شخصیات کریں تا کہ کسی مسلمان کی یہ جرأت نہ ہو کہ کسی اور مسلک سے تعلق رکھنے والے کلمہ گو کو کافر قرار دے۔

مسلمان بھائی خواہ وہ ایران میں، یا عراق میں ہوں، یا پاکستان میں ہوں، یا لبنان میں ہوں یا پھر دنیا کے دیگر علاقوں میں آباد ہوں، ان کا تعلق کسی بھی مسلک و فرقے سے ہو، سب یہ بات جانتے ہیں کہ حقیقی علمائے اسلام کا نظریہ یہ ہے کہ ''اپنے مسلمان بھائی کے خون سے اپنا ہاتھ رنگین کرنا نا قابل بخشش گناہوں میں ہے'' کچھ لوگ اسلام کی پیروی کے نام پر اور اسلام کی پابندی کے نام پر اپنے ہاتھ اپنے مسلمان بھائی کے خون سے آلودہ کر لیتے ہیں، یہ تو دائرہ اسلام سے نکل جانے والا اقدام ہے۔ سب کے سب یہ بات ذہن نشین کر لیں کہ دیگر مسلم اقوام کے ساتھ ملت ایران کا برادری و اخوت کا رشتہ حقیقی رشتہ ہے۔ مسلکی اختلاف اپنی جگہ۔ شیعہ، شیعہ ہے اور سنی، سنی ہے۔ اہل تشیع اور اہل تسنن کے مابین فکری اور عقیدتی اختلافات ہیں لیکن پھر بھی یہ سارے کے سارے لوگ ''لا الہ الا اللہ و محمد رسول اللہ'' کے پرچم تلے برادرانہ جذبے کے ساتھ جمع ہوں اور دشمنان اسلام اور دشمنان امت اسلامیہ کے مقابلے میں پامردی کا مظاہرہ کریں۔

اختلافی باتوں کو بنیاد نہ بنائیں

حقیقی اسلام اور وہ اسلام جس کی بنیاد پر اسلامی نظام کی تشکیل عمل میں آئی ہے اس کا نعرہ یہ ہے کہ مسلمانوں کو عقائد اور مذہبی بنیادوں میں اختلافات کے باوجود متحد رہنا چاہئے، مشترکہ نکات کو بنیاد بنانا چاہئے، ایک دوسرے کے جذبات کو مجروح کرنے سے اجتناب کرنا چاہئے۔ اس طرز فکر والی یہ دینی فضا جس میں آزادی، انصاف، جمہوریت اور پورے عالم اسلام پر اور امت اسلامیہ کے درمیان اتحاد کی تقویت کی راہ ہموار ہو، ہماری سعی و کوشش کے شعبوں میں سے ایک ہے، ہمیں اس میدان میں مجاہدت کرنا چاہئے۔

شیعہ اور سنی حضرات اپنے اختلافات کو اپنے تک محدود رکھیں، عالمی برادری کی سطح پر اور منظر عام پر اختلافات کا دکھاوا کرنے سے گریز کریں۔ اتحاد کا مظاہرہ کریں اور امت اسلامیہ کے اتحاد کو سامنے لائیں۔ جو افراد تبلیغ کے فرائض انجام دیتے ہیں وہ تبلیغی عمل خوش اسلوبی کے ساتھ اور مدلل اور علمی بیان کے ذریعے انجام دیں تا کہ دلوں کو حق وحقیقت کی جانب متوجہ کیا جا سکے۔

آپ جہاں کہیں بھی ہوں، اگر آپ کو یہ نظر آئے کہ کوئی مقرر کوئی خطیب، کوئی اخبار اور کوئی مقالہ نگار اپنی باتوں سے، اپنے کنایوں سے، اپنے صریحی بیانوں سے عوام میں تشویش پیدا کرنے کی کوشش کر رہا ہے، لوگوں کے اتحاد کو ختم کر دینے کے در پے ہے تو آپ یقین جانئے کہ وہ بہت بڑی غلطی کر رہا ہے اور غلط راستے پر چل رہا ہے۔ اگر آپ یہی بات ذہن نشین رکھیں تو بھی کافی ہے۔ ضروری نہیں ہے کہ آپ کوئی اقدام بھی کریں۔ بس آپ اپنے ذہن میں یہ بات رکھئے کہ جو کوئی بھی یہ طرز عمل اختیار کر رہا ہے وہ بہت بڑی غلطی کا شکار ہے اور اس سے بہت بڑی بھول ہوئی ہے۔

سیاسی طریقے، مشترکہ دشمن کے مقابلے میں باہمی اتحاد

امت اسلامیہ کا اتحاد ایک مقدس اور عظیم تمنا ہے جو عالم اسلام کے ہر گوشے میں لوگوں کے دلوں میں موجود ہے۔ اس ہدف کے حصول کے کچھ مقدمات اور کچھ شرائط ہیں کیونکہ یہ بڑا سنگین کام اور بہت اونچی چوٹی ہے اور اس کے علاوہ اس راستے میں دشواریاں اور مشکلات بھی بہت زیادہ ہیں۔ اسی آج کے دور میں دنیا بھر میں ایسے حلقے موجود ہیں جو مسلمانوں کو ایک دوسرے سے الگ کرنے کی پیہم کوششوں میں مصروف ہیں۔ اگر ان کے بس میں ہوتا ہے تو وہ دو مسلم ملکوں کے درمیان جنگ کروا دیتے ہیں اور اگر وہ اس میں کامیاب نہ ہوئے تو سیاسی جنگ، عقیدتی تنازعہ مذہبی اختلاف اور فرقہ وارانہ عناد پیدا کر دیتے ہیں۔ جو لوگ ان کاموں میں لگے ہوئے ہیں وہ گلی کوچے کے عام افراد نہیں بلکہ وہ

طاقتور مراکز ہیں جن کے پاس عالمی سلامتی، سیاست اور دولت ہے۔ بنابریں اتحاد مسلمین کی کوششوں کی راہ میں ان کی جانب سے ان دشواریوں کا کھڑا کیا جانا طے ہے، اس سے بچا نہیں جا سکتا۔

اسلامی ممالک کا سربراہی اجلاس ممالک کے حکام وعوام کے مابین اور اسی طرح حکام کی صفوں کے اندر دوستانہ تعاون، مضبوط انتظامی توانائی اور اتحاد و یکجہتی کی علامت ہے۔ امریکی حکام کو اس میں عظیم، مشترکہ اور پیچیدہ کارناموں کی انجام دہی کی صلاحیت و توانائی صاف نظر آ گئی ہے اور سامراج کے لئے اسلامی بیداری بہت بڑا خطرہ ہے۔ جہاں بھی اسے یہ خطرہ نظر آتا ہے وہ حملہ آور ہو جاتا ہے، اسے اپنے حملوں کی آماجگاہ بنا دیتا ہے۔ (اس خطرے کا عامل) خواہ شیعہ ہوں یا اہل سنت۔ سامراج فلسطین میں حماس کے سلسلے میں وہی نقطہ نگاہ اور وہی سلوک اپنائے ہوئے ہے جو لبنان میں حزب اللہ کے ساتھ اس نے روا رکھا ہے۔ وہ (حماس) سنی ہے اور یہ (حزب اللہ) شیعہ تنظیم ہے۔ دنیا کے ہر گوشے میں دیندار اور فرض شناس مسلمانوں کے ساتھ سامراج کا رویہ ایک ہی ہے وہ مسلمان خواہ شیعہ ہوں یا سنی۔

اقتصادی طریقے

ایسا ہر عمل جو اسلامی قوتوں کو یکجا کرنے کے لئے انجام دیا جائے اور جس سے عظیم امت اسلامیہ زندگی کے مختلف امور سے متعلق فیصلوں میں منظم ہو وہ اسلام کی خدمت، اسلامی ممالک کی خدمت اور انسانیت کی خدمت کا درجہ رکھتا ہے۔ اسلامی ممالک کے مرکزی بینکوں کے سربراہوں، اسلامی ترقیاتی بینک کے سربراہ اور مالیاتی خدمات انجام دینے والے اداروں کے سربراہوں کے بنکاری کے کام اسی زمرے میں آتے ہیں اور اسی سمت وجہت میں قرار پاتے ہیں۔

اگر اسلامی ممالک حقیقی معنی میں ایک دوسرے کے ساتھ کھڑے ہو جائیں، ہم

یہ نہیں کہتے کہ ان کے درمیان سیاسی اتحاد تشکیل پا جائے بلکہ ان کے مابین دوستانہ روابط و تعلقات قائم ہو جائیں، مثلاً مشترکہ بازار کے لئے جو زیر بحث بھی ہے سنجیدہ اقدام اور فیصلہ کیا جائے۔ اس راستے کی مشکلات کی نشاندہی کر کے ان کے حل تلاش کئے جائیں تو عالم اسلام کی فکرمندی بڑی حد تک ختم ہو جائے گی۔ بالفاظ دیگر بہت سی مشکلات کی شدت میں کمی واقع ہو گی۔

اتحاد کے علمبر دار

آیت اللہ العظمی بروجردی اور شیخ محمود شلتوت

دو نمایاں اور ممتاز شخصیتیں جن میں ایک اپنے زمانے کے عظیم فقیہ، شیعوں کے عظیم الشان مرجع تقلید اور ماضی قریب کے ادوار میں عدیم المثال مذہبی پیشوا حضرت آیت اللہ العظمی بروجردی تھے اور دوسری شخصیت اہل سنت کے باعظمت فقیہ اور مفتی اعظم، الازہر یونیورسٹی کے شجاع اور جدید افکار کے حامل علامہ شیخ محمود شلتوت کی ہے۔ آیت اللہ بروجردی مرحوم مصر کے ''دارالتقریب'' ادارے کے بانیوں میں تھے۔ شیخ شلتوت بھی اسی طرح ''دارالتقریب بین المذاہب'' ادارے کے بانیوں میں تھے۔ یہ تقریب (اسلامی مکاتب فکر کو ایک دوسرے کے قریب لانا) شیعہ اور سنی علما دونوں کا فریضہ ہے۔

برسوں قبل آیت اللہ بروجردی مرحوم رضوان اللہ تعالی علیہ اور مصر میں بعض اکابرین اور علمائے اہل سنت کے زمانے سے یہ خیال سامنے آیا کہ اختلافات کو حاشئے پر ڈال دیا جائے۔ سنی، سنی رہے اور شیعہ، شیعہ رہے۔ ہر کوئی اپنے عقیدے کا پابند رہے اور اس کے ساتھ ہی ایک دوسرے کا مددگار بن جائے۔ اس زمانے میں شیعوں کے عظیم الشان مرجع تقلید کا عزم وحوصلہ اور مصر کے مفتی اعظم کی شجاعت و آزاد منشی وقت کے تقاضے کے مطابق بہت بڑا قدم تھا۔ آج کے دور میں بھی اکابرین، مفکرین، علمائے دین، دانشوروں،

مفتیوں اور سیاستدانوں میں ہر ایک پر اس تعلق سے بہت بڑی ذمہ داریاں ہیں۔

نصف صدی قبل ان دونوں عظیم ہستیوں نے اس نمایاں حقیقت کا ادراک کیا اور اس کی راہ میں مساعی انجام دیں۔ اگر اہل علم وارباب سیاست اس مشن کو سنجیدگی سے آگے بڑھاتے تو شائد آج عالم اسلام کو مسلمانوں کے اختلافات کے دردناک عواقب نہ بھگتنے پڑتے۔ شائد فلسطین کی مصیبت اور عالم اسلام کے دیگر اندوہناک مسائل اس طرح درپیش نہ ہوتے۔

سید جمال الدین اسدآبادی

سید جمال الدین اسدآبادی ہماری گذشتہ تاریخ کی ان اہم ترین شخصیتوں میں سے ایک ہیں جنہوں نے مسلمانوں کو اتحاد کی دعوت دی۔ سید جمال الدین کا نظریہ یہ تھا کہ اگر عالم اسلام سیاسی و روحانی حیات نو کا خواہاں ہے تو اسے اتحاد قائم کرنے کی اشد ضرورت ہے۔ سید جمال الدین اسدآبادی کے سفر، مذاکرات، بیانات سب کچھ اسی تناظر میں ہوتے تھے۔ سید جمال الدین اسدآبادی کو اہل سنت، سنی کہتے تھے اور شیعہ انہیں شیعہ مانتے تھے۔ یعنی دونوں فرقے انہیں پسند کرتے تھے۔ سید جمال الدین اسدآبادی ایرانی شیعہ اور سادات میں سے تھے۔ شافعی سنی عالم دین شیخ محمد عبدہ کی آواز سے انہوں نے اپنی آواز ملائی اور ان کا پیغام پوری دنیا میں گونج اٹھا۔ سید جمال الدین اسدآبادی وہ شخصیت تھے جس نے اسلام کے احیاء کا پرچم بلند کیا۔ معلوم ہوا کہ اسلام کے احیاء کا پرچم شیعہ یا سنی کی تفریق قبول نہیں کرتا۔

امام خمینی رضوان اللہ علیہ

امام خمینی رحمۃ اللہ علیہ نے جن عظیم اہداف کی نشاندہی فرمائی وہ اس طرح ہیں عالمی استکبار سے مقابلہ، ''نہ مشرقی نہ مغربی کا نعرہ'' (یہ نعرہ اس دور سے متعلق ہے جب دنیا مشرقی اور مغربی بلاکوں میں تقسیم تھی) قوم کی ہمہ جہتی خودمختاری یعنی مکمل خود کفائی پر بہت

زیادہ تاکید، اسلامی شریعت وفقہ اور اصول دین کی پاسداری و پاسبانی پر بے حد تاکید، اتحاد ویکجہتی کا قیام، دنیا کی مظلوم اور مسلمان قوموں پر توجہ، اسلام اور مسلم اقوام کی توقیر، عالمی طاقتوں کے سامنے بے خوفی، اسلامی معاشرے میں انصاف و مساوات کی ترویج، معاشرے کے محروم اور مستضعف طبقوں کی دائمی اور بے دریغ امداد وحمایت۔ ہم سب نے دیکھا کہ امام (خمینی رحمۃ اللہ علیہ) نے ان اہداف کے لئے بڑی تاکید اور تندہی کے ساتھ سعی پیہم فرمائی۔ ہمیں چاہئے کہ آپ کے مسلسل جاری مشن اور اعمال صالح کو آگے بڑھائیں اور آپ کے راستے پر چلیں۔

❁❁❁❁❁❁

اسلامی اتحاد و یکجہتی کے مظاہر

امت اسلامیہ کا شکوہ

حج مسلمانوں کے اتحاد و وحدت کا مظہر ہے۔ یہ جو اللہ تعالی نے تمام مسلمانوں کو، جو بھی اس کی استطاعت رکھتا ہے ایک مخصوص وقت میں ایک خاص نقطے پر جمع ہونے کی دعوت دی ہے اور ان اعمال و مناسک کے تناظر میں جو نظم و ترتیب، ہم آہنگی و تال میل، اور پرامن بقائے باہمی کا آئینہ ہیں مسلمانوں کو شب و روز ایک دوسرے کے ساتھ اکٹھا کر دیا ہے، اس کا سب سے پہلا اور نمایاں اثر ہر فرد میں اتحاد اور اجتماعیت کا احساس پیدا ہونا اور مسلمانوں کے اجتماع کی شان و شوکت کے مناظر کا سامنے آنا اور احساس عظمت سے ان کے ہر فرد کے ذہن و دل کا سرشار ہو جانا ہے۔

حج امت اسلامیہ کے اتحاد و یگانگت، درمیان سے پردوں اور حجابوں کے ہٹ جانے اور دشمن کی ایجاد کردہ یا تعصب اور توہمات کے نتیجے میں پیدا ہونے والی خلیج کے پٹ جانے کا مظہر اور متحدہ مسلم امہ کی تشکیل کی سمت میں اٹھایا جانے والا ایک قدم ہے۔ دوسری جانب یہ دشمنان خدا سے برأت و بیزاری اور مشرکین اور شرک و کفر کے مہروں سے دوری کا آئینہ ہے۔

ہفتہ اتحاد

اسلامی جمہوریہ نے عالم اسلام کو دعوت دی ہے کہ آیئے بارہ ربیع الاول سے سترہ ربیع الاول تک اتحاد کا تجربہ کریں۔ ایک روایت کے مطابق جسے اہل سنت کی اکثریت مانتی ہے اور بعض شیعہ بھی اسے قبول کرتے ہیں بارہ ربیع الاول پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یوم ولادت باسعادت ہے۔ دوسری روایت سترہ ربیع الاول کی ہے جسے شیعوں کی اکثریت اور سنیوں میں بعض لوگ مانتے ہیں۔ بہرحال بارہ سے سترہ ربیع الاول تک جو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت کے ایام ہیں عالم اسلام کے اتحاد و یکجہتی پر زیادہ توجہ دی جانی چاہئے۔ یہ مستحکم حصار اور مضبوط قلعہ اگر تعمیر کر لیا جائے تو کوئی بھی طاقت اسلامی ملکوں اور قوموں کی حدود میں قدم رکھنے کی جرأت نہیں کر سکے گی۔

ہم یہ نہیں کہتے کہ دنیا کے اہل سنت حضرات آ کر شیعہ ہو جائیں، یا دنیا کے شیعہ اپنے عقیدے سے دست بردار ہو جائیں۔ البتہ کوئی سنی یا کوئی دوسرا شخص تحقیق اور مطالعہ کرے اور پھر اس کے نتیجے میں وہ جو کوئی بھی عقیدہ اپنائے وہ اپنے عقیدے اور اپنی تحقیق کے مطابق عمل کر سکتا ہے۔ یہ اس کے اپنے اور اللہ تعالی کے بیچ کا معاملہ ہے۔ ہفتہ اتحاد میں اور اتحاد کے پیغام کے طور پر ہمارا یہ کہنا ہے کہ مسلمانوں کو ایک دوسرے کے قریب آ کر اتحاد قائم کرنا چاہئے، ایک دوسرے سے دشمنی نہیں برتنا چاہئے۔ اس کے لئے محور کتاب خدا، سنت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور شریعت اسلامیہ کو قرار دیا جائے۔ اس بات میں کوئی برائی نہیں ہے۔ یہ تو ایسی بات ہے جسے ہر منصف مزاج اور عاقل انسان قبول کرے گا۔

یوم قدس

یوم قدس عالم اسلام کے اتحاد و یکجہتی کے حقیقی جلوؤں میں سے ایک ہے۔ امت اسلامیہ کی یکجہتی کا دن پرچم نجات قدس کے زیر سایہ منایا جائے۔ عالم اسلام کے مشرقی نقطے یعنی انڈونیشیا سے لیکر عالم اسلام کے مغربی نقطے یعنی افریقا اور نائیجیریا تک جہاں کہیں

بھی عوام کو اپنی خواہش و ارادے کو ظاہر کرنے کا موقع ملے وہ اس دن ضرور ظاہر کریں۔ اس وقت عالم اسلام مسئلہ فلسطین کے تعلق سے بے حد حساس اور پر جوش نظر آ رہا ہے۔ وجہ یہ ہے کہ عالم اسلام میں بیداری آ چکی ہے۔ لہٰذا ہمیں اس دن کا احترام کرنا چاہیئے، مظلوم ملت فلسطین کی حمایت میں اٹھنے والی اپنی آواز کو دنیا والوں کے کانوں تک پہنچانا چاہیئے، ماہ رمضان المبارک کے فیوضات سے الہام حاصل کرتے ہوئے اپنے دلوں کو مستحکم و پائیدار بنانا چاہیئے اور وعدہ الٰہی پر اپنے ایمان وایقان کو قوی تر کرنا چاہیئے۔

اسلامی عیدیں

اسلامی عید مسلمانوں میں اتحاد و یگانگت کا احساس جگانے کے لئے ہے۔ اسلامی عید یعنی وہ دن جب پورے عالم اسلام میں لوگ جشن منائیں۔ اسلامی عید کے دو پہلو ہیں۔ ایک پہلو اللہ تعالی اور روحانیت و معنویت کی جانب توجہ اور ارتکاز کا ہے اور دوسرا پہلو تمام مسلمانوں کا محور واحد کے گرد جمع ہو جانا ہے۔ تمام اسلامی عیدوں اور تقاریب میں ہمارے لئے ان خصوصیات پر توجہ دینا ضروری ہے تا کہ ہم مسلمانوں کے دل ایک دوسرے کے قریب ہوں۔ آج مسلمانوں کو ہر دور سے بڑھ کر اس کی ضرورت ہے کہ ان کے دل ایک دوسرے کے نزدیک ہوں۔

دارالتقریب

میں (اسلامی) فرقوں اور مسلکوں کی ایک دوسرے سے قربت کو لازم، واجب اور ضروری سمجھتا ہوں اور اسے اسلامی نظام کے اہداف کی راہ میں اٹھایا گیا قدم مانتا ہوں۔ میرا یہ نظریہ ہے کہ اتحاد شکنی کا عمل امت اسلامیہ کے پیکر پر کاری ضرب کے مترادف ہے۔ جس دار التقریب (اسلامی مسلکوں کو ایک دوسرے کے قریب لانے کے لئے کوشاں ادارہ) کی بات ہم کر رہے ہیں وہ اسی لئے ہے۔ مصر میں جو دار التقریب تھا وہ ہمارے نزدیک بہت قابل قدر اور محترم تھا اور آج بھی اس کا ہم بہت احترام کرتے ہیں۔ لیکن

بدقسمتی یہ رہی کہ اسے کام ہی نہیں کرنے دیا گیا اور آج بھی اسے یہ موقع نہیں دیا جا رہا ہے۔ صرف ایک مختصر عرصے میں جب ''رسالۃ الاسلام'' نامی مجلہ شائع ہوتا تھا اور شلتوت مرحوم اور شیخ سلیم مرحوم بقید حیات تھے، دار التقریب نے بڑی اچھی سرگرمیاں انجام دیں۔ آیت اللہ بروجردی مرحوم جو ہمارے مرجع تقلید تھے مصر کے دار التقریب کے پشت پناہوں میں شامل تھے۔ جامعۃ الازھر کے چانسلر پہلے شیخ سلیم تھے جو دار التقریب کے بانی اور اس کے مقدمات فراہم کرنے والے تھے، اس کے بعد شیخ محمود شلتوت الازہر کے چانسلر بنے جو مصر کے مفتی بھی تھے۔ انہوں نے بھی دار التقریب کے سربراہ کے فرائض انجام دئے۔ یہ شخصیتیں تقریب المذاہب کی پشت پناہی کرتی تھیں۔ آج بھی دنیائے اسلام کو اس کی اشد ضرورت ہے۔ اس تقریب کا مقصد یہ ہے کہ اسلامی فرقے افکار و نظریات کی سطح پر ایک دوسرے کے قریب آئیں۔ بہت ممکن ہے کہ مختلف فرقوں میں ایک دوسرے کے تعلق سے پائے جانے والے تصورات سے بحث و گفتگو کے نتیجے میں بڑے اچھے اور مفید نتائج نکلیں۔ شائد بہت سی غلط فہمیاں دور ہو جائیں اور بعض نظریات میں اعتدال پیدا ہو جائے اور بعض افکار حقیقی معنی میں بالکل قریب اور ہم آہنگ ہو جائیں۔ ایسا ہو جائے تو یہ بہترین صورت حال ہوگی۔ کم سے کم یہ ہونا چاہئے کہ اشتراکات اور مشترکہ باتوں پر زور دیا جائے۔ باہمی گفتگو، مذاکرات اور تبادلہ خیال کا کمترین فائدہ یہ ہوگا۔ بنابریں تفرقہ انگیز باتیں اٹھانے سے گریز کیا جانا چاہئے۔

❊ ❊ ❊ ❊ ❊ ❊

اتحاد کا مسئلہ مسلمانوں کے لیے موت وحیات کا مسئلہ ہے

اتحاد بین المسلمین کے مسئلے کو شیعہ ہوں یا سنی اسی طرح ان سے نکلنے والے دیگر فرقے، بہت سنجیدگی سے لیں۔ تمام مسلمان اتحاد پر خاص توجہ دیں۔ اتحاد بین المسلمین کا مطلب پوری طرح واضح ہے۔ یہ مسلمانوں کے لئے موت وحیات کا مسئلہ ہے۔ یہ کوئی نعرہ نہیں، یہ کوئی معمولی بات نہیں ہے۔ مسلم معاشروں کو ایک دوسرے کے قریب آنے اور قدم سے قدم ملا کر آگے بڑھنے کی سنجیدہ کوشش کرنی چاہئے۔ البتہ اتحاد ایک پیچیدہ مسئلہ ہے، اتحاد قائم کرنا ایک دشوار کام ہے لیکن مسلم اقوام کا اتحاد ان کے مکاتب فکر میں تنوع کے ساتھ ممکن ہے، ان کا طرز زندگی الگ الگ ہے ان کے آداب ورسومات مختلف ہیں، ان کی فقہ الگ الگ ہے لیکن ان میں اتحاد ہوسکتا ہے۔ مسلم اقوام کے درمیان اتحاد کا مطلب یہ ہے کہ عالم اسلام سے متعلق مسائل کے سلسلے میں ایک دوسرے سے ہم آہنگی بنائے رکھیں، ایک ہی سمت میں بڑھیں، ایک دوسرے کی مدد کریں اور قوموں کے اندرونی وسائل کو ایک دوسرے کے خلاف استعمال نہ کریں